

حضرت بدرالدین
اگرھٹ شاہ واری
حیات اور کارنامے

ایک تحقیقی مقالہ

از

ڈاکٹر کبیر الدین خان واری

جگدیش پور، بیھار



حضرت بدرالدین اوگھٹ شاہ وارثی

حیات اور کارنامے

تحقیقی مقالہ

ڈاکٹر کبیر الدین خان وارثی

ایم۔ اے۔ (اردو) ایم۔ اے۔ (فارسی) پی ایچ۔ ڈی

جگدیش پور۔ بھارت

زیر اہتمام

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کی

انجمن اتحاد وارثیہ (پاکستان) رجسٹرڈ،

”محفل شاہ وارث“ 6A-1, B/IV، 6م آباد

کراچی 74600 (پاکستان)

جلد حقوق اشاعت و طباعت برائے پاکستان بچن ناشر محفوظ

- ہم کتاب : حضرت بدر الدین گوگست شاہ وارفی حیات اور کادیت
 ہم مصنف : ڈاکٹر کبیر الدین خاں وارفی۔
 سی اشاعت : اکتوبر ۱۹۹۹ء
 تھرو : ایک ہزار
 اندر کپڑے : داتا عمران نیر قبائل
 ملیج : نقی سنز (ہائوسٹ ایلیٹ) کراچی
 قیمت : (ملاوہ محمول ڈاک / گورنر چارجز)
 ناشر : صدر اعلیٰ دارفی، کراچی۔ (پاکستان)

ملنے کے پتے

- (۱) "مظہر شاہ وارفی" BA-۶، BTV، قلم آباد۔ کراچی 74600
 (۲) عہد اوارث وارفی۔ 17/21-D/114، قلم آباد۔ کراچی 74600
 (۳) مظہر الدین خاں وارفی۔ "دارت حیرت" پتھن ٹولہ
 جلد نئی چار، بھوتپور، ہمار (اٹلیا)

فہرست مضامین

- ۱۔ احتساب ۱۱
 ۲۔ پیش نقد ۱۳
 ۳۔ تقریب ۱۵
 ۴۔ استقبال ۱۷
 ۵۔ عرض ہشر ۱۹

(۱)

حضرت اوگٹ شاہ وارفی کی زندگی

- ۱۔ وطن یوسف و تاریخ پیدائش ۲۳
 ۲۔ تاریخی نام و آبائی نام ۲۳
 ۳۔ حادہ ۲۳
 ۴۔ والد ماجد کی حیات ۲۴
 ۵۔ خواب / بشارت ۲۵
 ۶۔ دیوی شریف آباد ۲۵
 ۷۔ سرکار دارت پاک سے پہلی ملاقات ۲۵
 ۸۔ سرکار نے کی آرزو کا انہار ۲۶

۹	مرید ہونے کا واقعہ	۲۶
۱۰	مرید ہونے سے حلقہ و سر	۲۶
۱۱	خواب کی وضاحت	۲۶
۱۲	میل کا تک	۲۷
۱۳	فقر کی ابتداء	۲۷
۱۴	احرام پاشی کا واقعہ	۲۷
۱۵	سرکار وارث پاک کا شمار	۲۷
۱۶	دیوبندی شریعت سے رواگی	۲۷
۱۷	پنچراں میں شریف آمد (پہلیت فقیر)	۲۷
۱۸	ذکر کی تلقین	۲۹
۱۹	فکر، استغناء اور تسلیم و رضا کی ضمیمہ	۲۹
۲۰	شاہ خیر الدین صابری کے عرس کا اہتمام	۲۹
۲۱	سیاحت کا آغاز	۲۹
۲۲	زیارت حضرت داتا گنج بخش لاہور	۲۹
۲۳	سیاحت کے دوران دیگر سلاسل کے پیرگانوں سے ملاقات	۲۹
۲۴	سرکار وارث پاک کے خادم خاص کے بطور بعض خدمات کی انتہام رسی	۳۰
۲۵	ایک زمانہ چار مرحمت فرمانے کی صلیت	۳۱
۲۶	تعمیر جبرہ	۳۳
۲۷	حکمل و شامک	۳۳
۲۸	باخدا و حاجت تہذیب و عرف	۳۳
۲۹	مستند نامہ شان	۳۳
۳۰	آخر حلی سر محمد بائیں خان صاحب با ایت الہیہ لکھنؤ۔ اسے سے ملاقات	۳۳
۳۱	بروہنہ	۳۳
۳۲	بروہنہ میں سادہ سادگی، سنتوں اور مشنوں سے ملاقات	۳۴
۳۳	تقسیم برصغیر کے بعد پہلی بار پاکستان آمد	۳۴
۳۴	مہر نور ہنزل پاکستان کی جہت سے دوبارہ پاکستان تشریف لائے	۳۶

۳۷	کے لیے خصوصی دعوت	۳۷
۳۸	خطابہ ہر وقت ہر وقت ہر وقت ہر وقت	۳۷
۳۹	وصال	۳۹
۴۰	آخری آرام گاہ	۴۰

(۲)

بعض مریدوں اور شاگردوں کا حال

احرام پوش فقراء

۴۱	عالم شاہ وارثی	۴۱
۴۲	سلمان شاہ وارثی	۴۲
۴۳	حسرت شاہ وارثی	۴۳
۴۴	فرہاد شاہ وارثی	۴۴
۴۵	رفیق شاہ وارثی، پوربندہ والے	۴۴
۴۶	منور شاہ وارثی، لاہور	۴۴
۴۷	علی وارث خان راتھی وارثی، جگہ نش پوری	۴۵
۴۸	فرید الدین جانی وارثی، جگہ نش پوری	۴۵
۴۹	عزیز وارثی، جھمڑ پوری	۴۶
۵۰	محمد رئیس الدین خان وارثی، ساہیوال، اہل رے	۴۷
۵۱	ناظم علی شاہ وارثی	۴۷
۵۲	ناصر عہدائے قہر خان وارثی	۴۷
۵۳	امیر علی خان وارثی، بیٹہ و کیت	۴۹

(۳)

اولی و شعری خدمات

۵۰	پیش منظر	۵۱
----	----------	----

(۱) نثری تصانیف، ایک اجملہ جائزہ

۵۳	روحانی الائنس موسوم بہ لعلات القدس
۵۴	شہاب القتب موسوم بہ رکن
۵۵	خیانت الاحباب اسم تاریخی تحریکات
۵۶	معاصرین کی آراء
۵۷	ترجمہ مراسلہ مناجات مجاہدین و انجیل کا ترجمہ (فرانس)
۵۸	تفصیل مراسلہ مناجات ایک جہاد حیدر شاہ ساکن احمد شریف
	(ب) مجموعہ ہائے شعری
۵۹	فیضانِ ادری، السرداب، زحرہ قرانی
۶۰	آراء مناجات جعفر شرف کرام
۶۱	تکیم خمیر احمد، مجاہدین مراد آباد
۶۲	شیخ احمد حسین عاقل، رئیس دیوبند شریف
۶۳	مولوی ظہیر الدین وادائی، مجاہدین مراد آباد
۶۴	شیخ عیوب علی وادائی، کٹر
۶۵	مولوی عبدالرشید مجاہدین

(۳)

نور کلام

۶۶	تکیم
۶۷	نور
۶۸	حقیت
۶۹	تکین
۷۰	عزت
۷۱	تکیم اول
۷۲	تکیم دوم
۷۳	تکیم سوم
۷۴	تکیم چہارم

۷۵	تکیم پنجم
۷۶	تکین
۷۷	ساقی نامہ

غزلیات

۷۸	تری مغل میں یہ جائزہ دیکھا
۷۹	پہاں میں چہاں میں کو ہم دیکھتے ہیں
۸۰	سرے سے جہان نے بعد از اجڑا رہا
۸۱	یہ دل ہے وہ نکال جو لامکاں والے کی نزل ہے
۸۲	گل میں اس ترکہ میں نہیں کے عجیب یہ انقلاب دیکھا
۸۳	عجبی کو جان جاں از در حرم میں جلوہ گر دیکھا
۸۴	وہاں وہ ہیں باغ ہے، غیر ہیں اہل مئے ہے چم شراب ہے
۸۵	تکین بھی ہیں، لامکاں بھی ہیں
۸۶	درست نہیں کوہِ کبھی کا
۸۷	شطہ جو شرہ پار بھی ہوں، نور بھی ہوں
۸۸	دیکھ کر اس جہاد کو سنا کیوں نہ ہو
۸۹	شرم کبھی لفظ بہانہ تھا
۹۰	عشق و ہجر ہے، بیشوا ہے عشق
۹۱	ہرے پار آنکھوں میں حسرت بکھا ہے
۹۲	کوئی بشر نہ جہاں میں ہو جلائے فراق
۹۳	ربانہ ہوش دیکھا عشق میں یہ کیا ہم نے

(۵)

واہد گمن پرکاش

۹۴	محرابا شکی کور سہیا، موہن یاد ہے جی دھاری
۹۵	دیا بھان لگا پراٹھ اپنی پار سالی میں
۹۶	حسرت بھری وہ ہے

- ۱۰۵ طوبہ تصانیف کی تحقیق
- ۱۰۶ ذکر و غیر طوبہ تصانیف کا

(۶)

کلام پر تفصیلی و تنقیدی نظر

- ۱۰۷ عشق رسولؐ اور مذاق توحید
- ۱۰۸ طلبہ گار خیرے عظیم حقیقت کشائے دین و حرم دیکھتے ہیں
- ۱۰۹ یمن کے آدم اپنے نگارہ کو فود، بلوہ قرار دے کمال ہوا
- ۱۱۰ حرم میں بھگتے میں ہم کو راستہ نظر آتا ہے ایک جلوہ کی کا
- ۱۱۱ دیکھتے ہیں دیکھتے ہلے قصص، کوئی صورت، کوئی القبا کیوں نہ ہو

(۷)

اردو محاوروں کا استعمال

- ۱۰۲ حقہ پہچان
- ۱۰۳ دل لگانا
- ۱۰۴ لیوں پر دم ہونا
- ۱۰۵ گئے گئے
- ۱۰۶ تماشا دیکھنا
- ۱۰۷ دل سے بہا دینا
- ۱۰۸ صدق کر کے اڑا دینا
- ۱۰۹ دل کی بھینٹ
- ۱۱۰ سوراخی دینا
- ۱۱۱ آنکھوں میں دھنسا دینا
- ۱۱۲ قلمبند سے دریا بھرنے
- ۱۱۳ چاروں طرف لگانا
- ۱۱۴ گدا سے گدا دینا

- ۱۱۵ چشم شم دیکھنا
- ۱۱۶ کربا جو حنا
- ۱۱۷ دل میں نکلتا
- ۱۱۸ حشر بپا ہونا
- ۱۱۹ بے سرو سامان کرنا
- ۱۲۰ کبھی کب، کبھی بت خانہ دیکھنا
- ۱۲۱ گھر بیاں ہونا

(۸)

ہندی محاوروں کا استعمال

- ۱۲۲ مدد سے بھرتا
- ۱۲۳ کالہ کوڑی نہ ہونا
- ۱۲۴ بھاگ بھاگ
- ۱۲۵ دھیانا شہا
- ۱۲۶ پانچ تیر
- ۱۲۷ دھیانا لگانا
- ۱۲۸ ہاتھ لگانا
- ۱۲۹ سہوا کرنا
- ۱۳۰ دو ہاتھ بھاگنا
- ۱۳۱ ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ

(۹)

کلام میں صنعتوں کا استعمال

- ۱۳۲ صنعت تلمیح و تمنا
- ۱۳۳ صنعت تلمیح
- ۱۳۴ صنعت لہ و نشر

۱۳۵	منعت من بحر	۱۳۲
۱۳۶	منعت من شطری	۱۳۲
۱۳۷	منعت من شطری	۱۳۲
۱۳۸	منعت من شطری	۱۳۲
۱۳۹	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۰	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۱	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۲	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۳	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۴	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۵	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۶	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۷	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۸	منعت من شطری	۱۳۲
۱۴۹	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۰	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۱	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۲	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۳	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۴	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۵	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۶	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۷	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۸	منعت من شطری	۱۳۲
۱۵۹	منعت من شطری	۱۳۲
۱۶۰	منعت من شطری	۱۳۲

(۱۰)

شاعران کلام کا مجموعہ اور پیش رو شعرا سے مراد

۱۶۱	خواجہ میر درد	۱۶۱
۱۶۲	پیر آوارہ	۱۶۲
۱۶۳	رہنما شاہ ولی	۱۶۳
۱۶۴	انور موبائی	۱۶۴
۱۶۵	امیر کوثر علی	۱۶۵
۱۶۶	مرد اسلاط علی	۱۶۶
۱۶۷	میر علی انیس	۱۶۷
۱۶۸	خواجہ حیدر علی آتش	۱۶۸
۱۶۹	آخوند خاں	۱۶۹
۱۷۰	سید شاد محمد آجیم	۱۷۰
۱۷۱	امیر علی	۱۷۱

(۱۱)

ہندی شاعری اور اسلوب

۱۷۲	جوگ	۱۷۲
۱۷۳	جوگ	۱۷۳
۱۷۴	جوگ	۱۷۴
۱۷۵	جوگ	۱۷۵
۱۷۶	جوگ	۱۷۶
۱۷۷	جوگ	۱۷۷
۱۷۸	جوگ	۱۷۸
۱۷۹	جوگ	۱۷۹
۱۸۰	جوگ	۱۸۰

(۱۲)

ہندی دوہوں کا دیگر شعرا سے حلقہ میں سے سوانح

۱۸۱	نوی یک جی کاوری	۱۸۱
-----	-----------------	-----

۱۵۸	ملکہ محمد ہاشم
۱۵۹	رجیم شہنشاہ
۱۶۰	ریکھنا

(۱۳)

حاکم

(۱۴)

کتابیات

(فہرست کتب، رسائل، اخبارات و جرائد)

(۱۵)

تکلیفات ہر نئی مطابق تقویم شمسی و تقویم قمری

از جناب راقب مراد آبادی

انتساب

عمدة العارفین، قدوة السالکین

حضرت، حاجی، حافظ، سید وارث علی شاہ صاحب

اعظم اللہ ذکرہ

دیوبند شریف۔ ضلع بارہ بنکی (یو۔ پی) بھارت

ڈاکٹر کبیر الدین خان وارثی

پیش لفظ

پیش نظر کتاب پچھراہوں ضلع مراد آباد (یو۔ پی) کے ایک مشہور صوفی شاعر جناب حضرت حاجی بدر الدین اوگھٹ شاہ وارثی پر لکھے گئے میرے تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی کا خاص حصہ ہے۔

۱۹۷۲ء میں گندھ یونیورسٹی، بودھ، گیا (بہار) سے ایم۔ اے (اردو) اور ۱۹۸۱ء میں اسی یونیورسٹی سے ایم۔ اے (فارسی) کرنے کے بعد پی ایچ ڈی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس سلسلے میں میرے استاد محترم جناب ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برقی، صدر شعبہ اردو و فارسی و پرنسپل کنور سنگھ یونیورسٹی (آرہ) بہار نے حضرت بدر الدین اوگھٹ شاہ وارثی پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی پیہم حوصلہ افزائی فرمائی اور انھیں کی نگرانی میں یہ کام مکمل ہوا۔ اپریل ۱۹۸۶ء میں گندھ یونیورسٹی، بودھ، گیا (بہار) نے پی ایچ ڈی، کی ڈگری تفویض کی۔ اس مقالے کے مصنف جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالقوی سنوئی سنیہ کالج، بھوپال (مذہب پر دلش) جناب پروفیسر ڈاکٹر ظہیر صدیقی، صدر شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برقی، صدر شعبہ اردو و فارسی و پرنسپل کنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ (بہار) نگران تھے، جن لوگوں نے اپنی رپورٹ میں میری محنت اور کاوش کو کافی سراہا ہے۔

میں اپنے اس تحقیقی کام کے سلسلے میں اپنے استاد محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر سید علیم اللہ حاجی صدر شعبہ اردو، گندھ یونیورسٹی، بودھ، گیا (بہار) کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ اپنے ایک مشوروں سے نوازا اور ہر ممکن تعاون دیا۔ میں جناب عبدالعلی وارثی، جنرل

Prof. S. M. Tabba Khairi Barque
Ph. D., D. Litt.
Head, P. O. Dept. of Urdu & Persian
H. O. Urdu College,
V. L. D. University, Ara, Bihar.



تقریظ

میرے ہفتیس سالہ دورِ رس و تہ میں چھ ایسے جوانانہ لائقِ تہذیبی ملاحظہ طلب بھی تھے جن کے ادبی ذوق و شوق اور تحقیقی اہتمام پر مجھے مسرت بھی ہے اور غر بھی۔ ان میں ایک عزیز و اکابر کبیر الدین خاں دارلِ تہذیب لکھنؤ پوری بھی ہیں۔ کبیر الدین خاں صاحب نے اردو و فارسی میں فہم اے۔ کرنے کے بعد ہی انگریزی کرنے کے لیے مجھ سے مشورہ طلب کیا اور کوئی مناسب موضوع چاہا تو القابی طور پر میرے ذہن میں حضرت جہ الدین اوکھٹ شاہ دارلِ تہذیب قائم تہذیب کے سلسلہ وار تہذیب کے فقروہ سے بہت گہری عقیدت رہی ہے۔ یہ پاکہ سلسلہ بھی یقیناً مقبول بارگاہِ ہندی ہے۔ ادبی و شعری طور پر بھی رب تعالیٰ نے اس سلسلہ المذہب کو بڑی نعمت سے نوازا ہے۔ عشق و محبت رسول کا الہانہ جذبہ دارلِ تہذیب میں ودیعی ہے۔ دارلِ تہذیب کے یہاں نعمت مولیٰ کا مخصوص ساحر انہ از مغرب ہے۔ میں اپنے دعوے کی دلیل میں چند ہم چشما کرتوں مثلاً بہتم شاہ دارلِ تہذیب مولانا میا قس قیر آبادی، سید فقیر شاہ دارلِ تہذیب، سیلاب دکن آبادی، مولانا اختر سہانی دارلِ تہذیب، امیر اہم یک شہید دارلِ تہذیب وغیرہ اور آرن حاضر کے بہادر دارلِ تہذیب، عزیز دارلِ تہذیب، غفر شاہ دارلِ تہذیب، حیات دارلِ تہذیب، میکش دارلِ تہذیب وغیرہ۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے زبان و بیان کے خاص سے بطور خاص نوازا ہے۔ روانی، شیرینی، برکتی، صفائی، سحرانی اور دیگر محاسن ان کے کام کا خاصہ ہیں۔ شہرت و مقبولیت بھی ان کا مقصود نہیں رہی۔ ان دارلِ تہذیب ہر گز میں حضرت جہ الدین اوکھٹ شاہ دارلِ تہذیب کی ادبی و شعری خدمات،

میرے ہفتی، انھیں عقیدہ دارلِ تہذیب (پاکستان) جہاز، رقم آیا، کراچی کا شکریہ ادا کیے بغیر کیسے رو میں ہوں جنھوں نے اپنی محبت و خدمت کے ساتھ اس کتاب کو شائع کرنے کی ہر کی ذمہ داری اپنے سر لے کر اسے منظر عام پر لا دیا۔ میرے والد مرحوم جناب حسین قرب الدین جاتی دارلِ تہذیب، چکدیش پور، جوہر (پیار) کی رہنمائی و نصرت کا بڑا بڑا بھروسہ ہے اپنے دورانِ حیات اس مقالے کو تیار کرنے میں میری یہ طرفہ داری اور آیت انھیں کی دعاؤں سے یہ کتاب منظر عام پر آگئی۔ میں نے اپنے یقینی مقالے کے ذریعے حضرت جہ الدین اوکھٹ شاہ دارلِ تہذیب کے فقروہ حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے ادبی و شعری کارناموں کو بعنوان "حضرت جہ الدین اوکھٹ شاہ دارلِ تہذیب حیات و کارنامے" پیش کیا ہے۔ انسان فقروہ انسان سے مرکب ہے اور میں بھی ایک انسان ہوں۔ اس کتاب کی تہذیب میں مجھ سے بے اندازہ سہارا و لطفیائی ہوئی ہوئی گی۔ لہذا اپنے ادب کے ساتھ بالکلین ہاتھیں سے چشمِ عطاء غورِ غلا کا امیدوار ہوں۔

کبیر الدین خاں دارلِ تہذیب
۱۱ ستمبر ۱۹۷۰ء

"دارلِ تہذیب" چھان لکھ
بکدیش پور، جوہر، پیر (پٹنہ)

☆☆☆

یہ طریقہ ان سے مٹانی اور نانی، استاد سے چنے قریب رہے یہاں وہ اس قدر مسرور و مہلک ہوتا ہے۔ یہ - حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ معجزہ است کہ لوگوں سے الگ تھا۔ ان کے حالات و معجزات سے نہ اندازہ ہے کہ ان کی قوم کوئی ایسے بیانیہ کشادہ قلب و نظریہ انسانی اقتدار سے ان کے انحراف کیلئے کی وجہ سے ان کا انفرادی حواسات ہے حد وسیع قبلہ جو ان کے پاس پہنچتا تھا ان سے محبت کرنے لگتا اور خلق اللہ سے محبت کرنے کا وہی حاصل کر لیتا تھا۔

حضرت ماری علی شاہ کے ہاتھ موالیت کے اہم اور نمایاں افراد میں حضرت بدر الدین مریٹ شاہ ورفی کا نام اس لیے لیا گیا رہا تھا ہے کہ انھوں نے اپنے لیلیٰ محسوسات و جذبات کو شعری رنگ میں محفوظ کر لیا ہے اور محبت کا وہ خزانہ جو انھوں نے حضرت ماریٹ شاہ سے حاصل کیا تھا اسے حق و تقدیر و محبت کے کرم سے سمجھنا چاہیے۔

۱۰ اکبر کبیر لدین خاں وارثی خلف سعید عظیم فرید الدین جانی وارثی مرحوم مجدد لیل
 پور، فتح جھوڑو، بہار (اشیا) صاحب صلاحیت بھی ہیں اور ذوق صحیحہ کے مالک بھی۔ ان کے
 دل میں حضرت وارث علی شاہ اور ان کے شیعین اور ائمہ کا دوشن کیا ہوا چراغ بھی ہے۔ محبت کی
 ایک پہچان یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے محبوب سے بھی لگاؤ محسوس کرے۔ اسی فطری
 لگاؤ کی وجہ سے ااکبر کبیر الدین خاں نے حضرت بدر الدین لاکھٹ شاہ وارثی کی حیلہ اور ان کے
 شعر کی کارنامہ میں کا تحقیق مطالعہ کیا ہے اور بتا رہی ہے کہ وہ سنی (مذہب) کی درستی (یودھ، گیا)
 نے اس کو اقتدار اور بااقتدارتہ تسلیم پر اگھیں کی اگھوں کی سند لکھ لی ہے۔

واینگٹن صحت و مرث پاک کی توجہ سے اس پر یہ مقالہ تحریر و طبع سے آراستہ ہو رہا ہے۔
انڈیوں کے کام پر تنہید نہیں ہو سکتی۔ عیت و عقیدت سے لڑائی ہوئی شاعری پر
مسیحیہ و جہلیانی صحائف نہیں۔ میرے لیے (اکثر کبیر الدین خاں اور بی محسن کتاب نے لکھی و
روحانی سرسرت کا ایک مثلاً مشہور کر دیا ہے کہ میں چند خطے لکھ کر اس کتاب میں شامل ہو رہا
ہوں۔ لیکن یہ کتاب شرمسہ نامہ اور جہان نامہ اولیٰ حاصل کرے گی۔ میں اس پیش کش کا
استقبال نہ کر سکتا۔

۲۹

[illegible]

میر سے واسطے کے کسی بہت جواب کے مجھ تک پہنچنے سے قلمی فی فاضل، سبیل صاحب دہلی
اہل کربک کہتے میر سے جدا ہو گئے نتیجاً میں دیگر ذرائع کی تلاش میں سرگرم رہا اور
اپنا دفتر معلومات کی بنیاد پر لوگوں کو بیرون پاکستان خطوط لکھتا رہا لیکن عرصہ پندرہ سال تک
کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی مگر میں امید پھر بھی نہیں ہوا تھا مجھے علم تھا کہ ہر کام کا ایک
وقت مقرر ہوتا ہے شاید وہ وقت پہنچے ہی ابھی کہہ دے تھا۔ اپنے مرشد سے عشق کا کوئی نام
نہیں ہونا مگر اتنا کہنے کی جرأت نہ کر رہا ہوں کہ اگر میری طلب ملاقا نہ ہوتی تو عرصہ پندرہ
سال گزرنے کے بعد مجھے روشنی کی کرن دکھائی نہ دیتی۔ ہوا اے کہ ایک روز اچانک علی ٹاکر کبیر
دہلی میں صاحب دارفی کی جانب سے ایک تفصیلی مراسلہ موصول ہوا اور یوں میری ڈاکٹر
صاحب سے رابطہ کی ابتدا ہوئی۔ جنہوں نے چند خطوط کے تبادلے کے بعد میری درخواست پر
فورہ حایت مقالہ کے ان جواب کی۔ جو زیر نظر کتاب میں شامل ہیں۔ فز وانیٹ قلم، اس خیال
سے، جس میں وہ یقیناً حق بجانب بھی تھے، کہ میں بھلتا اس کی طاقت و اشاعت کا انتظام
خریدا کر کے کتابی صورت میں لے آؤں گا ہر سال فہرست میری مگر مجھے امداد انیسویں ہے کہ باوجود
ڈاکٹر صاحب کی جانب سے محدود واپسوں کے میں ان کی توقعات کے برعکس اپنی کتابوں کو اپنی ذاتی
صورتیادہ شری گزشتہ چار سال کے دوران جملہ ایک ماہ کا عرصہ مسلسل عارضہ قلب و دہریہ
ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے باعث کوئی قابل وقت نہ کر سکا نتیجاً طباعت و اشاعت کے کام کہ
جو عملی تھی جو کام مستحکم ہے، ابھی روایت اور قلم نہ دے پڑا اور یوں کتاب کی رونمایی تقریباً
ایک سال کا تاخیر ہوئی۔

اسی غلطی متالے کہ، صودہ سے موجود کتابی شکل میں لانے کے لیے بہت سے
مرامی سے گزرنا چاہی کے دوران ایک شخص مرے سے مجھے خود بھی گزرنا چاہا اور وہ تھا
کتابت کی صفا کرنے کا عمل۔ عموماً تب، خود ہی ہوں یا لایا، اگر انکسار سے پاک نہ ہوں تو
ایک نام کاری کے لیے تکلیف ہو سکتی ہے، لہذا میری تمام زکو مشقوں کا مرکز تھا کہ
دع نظر کتاب بھی دیگر معیار کی اپنی سبب کی طرف انکسار سے پاک ہو تاکہ سبب جاری کی اور حق
مطالعہ کی اپنی کویت کا سامان کر دے۔

یہ کہ اس مقالہ سے مرعیں کہ مدنی زبانہ جس میں میری دہلی کی بھی شدہ بد
مجھے کے مقالہ کی صفا میں بہت ممکن ہے کہ کہیں کوئی کوئی دہلی ہو، لہذا مستعدی ہوں کہ
مگر سرزد جاری کی حکام پر کسی ایسی صورت حال سے دوچار ہوں تو از رو حمایت و مرکز فرماتے

ہوئے لکھنؤ کی ضرورت فرما دی تاکہ آنکھ و مشافعت کے ضمن میں دہلی سے تدارک کیا جائے۔
از حد تا سپاس گزار دی ہو گی اگر میں محترم محمد حاتم صاحب، حیرت و ادبی، کلمہ پیش
پوری، جن کے لیے صدر اول تفکر آئیز جذبات سے لبریز ہے، کا تذکرہ نہ کروں تو میرے اور
ڈاکٹر کبیر الدین خاں صاحب دہلی کے درمیان رابطہ کا ذریعہ، میرے جس کی بدولت مجھے اس کتاب
کے ناشر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، چوں کہ

۱۰۰۰ سعادت جزو ہازد نمونہ

موزر نظر کتاب کی رونمایی میں قدرے تاخیر ہوئی تاہم اس کا مثبت پہلو کتاب کی
خوب صورتی میں اضافہ کی صورت میں نمایاں ہے۔ بہت ممکن تھا کہ بھلت تمام کتاب کو منہ
شہور پلانے کی کوشش میں بعض خامیاں دور ہونے سے رو ہاتھیں بلکہ شاید اس میں وہ تعلیمات
تاریخی بھی شامل ہونے سے وہ جلتے تھے، تب راقبہ مراد آبادی نے باوجود اپنی طاقت، میری
ورڈ سے پر، رقم فرماتے جس کے لیے میں ان کا بے پناہ خلوص کے ساتھ شکر گزار ہوں۔
اس وقت میں اپنے دلی جذبات سے مطلوب ہونے کے باعث اپنی کیفیات کو الفاظ کا
جامد پہنانے سے قاصر ہوں۔ اور صرف انتہائی عرض گزار ہوں کہ

تو نہیں کو لائق سرکار جدا
شاہلہ چہ عجب مگر بخاوند گورا

عبدالحی دہلی

خلف عبدالوہاب (خود) دہلی، دہلی (مرحوم)

ساکن محلہ دریا پور، دہلی

سال منیر: 21/17 - D. 111 - تا قلم آباد - کراچی (پاکستان)

یوم شنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹

☆☆☆

(1)

حضرت اوگت شاہ وارثی کی زندگی

حضرت بدر الدین عالمی اوگت شاہ صاحب دہلوی خود اپنی کتاب در شحات دلائل میں رقمزد ہیں۔ "میرے حالات تو وہ حقیقت معمولی واقعات ہیں جو ہر گز اس لائق نہیں کہ نذر ناظرین کر دوں، البتہ میری زندگی کا وہ حصہ جو جو اسے برحق کے حضور میں گزارا ہے وہ وہاں وسیع سے قائل ذکر ہے کہ ایسے باقی کمال کا فقیر اور ایسے زبردست و شہا کا وسوسہ گزندہ ہوں جس کی عظمت و رفعت کا شہرہ چار و پنج عالم میں ہے۔ مگر اس سلسلے میں اپنی ہیست و نہایت کا اور اپنی تہذیب پر مشتمل کا ذکر کروں تو شاید زیادہ موزوں ہو گا کیوں کہ وہ حقیقت وہ ذکر سیدی و مولائی مرشد و آگاہی سرکار عالم پناہ آیتہ من آیات اللہ حضرت وارث پاک کے یثبات تصرف کا ذکر ہو گا۔"

در شحات دلائل صفحہ ۵۱۶

آپ لقب چھراچال و ضلع مراد آباد (ج پنا) کے سربرآوردہ مسلم چودھری خاندان میں حضرت شاہ شمس الدین آوری، جٹنی، سادری کے یہاں ۸ محرم الحرام ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء کو رونق افروز ہوئے۔ تاریخی نام احقر اور آبائی ہم بدر الدین تجوڑ ہوا، آپ کے والد ماجد، جناب سانی غلام رسول صاحب قادری قدس سرہ گورہنا ضلع بٹنہ شہر کے مرید تھے۔ آپ نے پان سال ہر طریق و مشرب کے مشاہدہ کی طلب میں ہندوستان میں صرف کیے۔ سیاحت کے بعد ہندوستان و مرشد نے دہلی توحید میں بھی کمال کر دیا اور سادری سلسلہ میں نور علی شاہ صاحب سے بھی بیعت ہونے کا حکم دیا۔ بعد ازاں حیدر شریف پنچ کر خانقاہ کے ایک حجرہ میں چلے گئے

میرے دوست شاہ وارثی

MR. A. ALI KHAN KHAN'S
ANJUMAN ITTEHAD-E-WARSIA (PARISTAN) REGD.

25/11/1930
25/11/1930
25/11/1930
25/11/1930

My dear Mr Sahib,
Assalam Alaykum,

Your invitation card for the coming annual Urs of Sayid Ahmad Farid accompanied with the photostatic copy of Dargah-e-Sayid's degree awarded to Mr. Kabiruddin Khan, on his thesis on "Tasawwuf-e-Akbari" was received at Anjuman's office, was presented before the members of the Anjuman at the meeting yesterday and all those present overwhelmingly accepted the news and expressed their delight on this success.

Mr. Kabiruddin Khan would have been congratulated by me, on the award, on behalf of the managing committee and the members of the Anjuman and my presence, and I had the occasion with me in Anjuman's office.

The services of Mr. Kabiruddin Khan are, indeed, commendable and it is for, now, to make all efforts to bring out the translation of the thesis, rapidly, so that each Waris family from amongst Khan Sahib's "Dear Disciples" (دوست دار) may have one copy of the publication.

Mr. Khwaja Dureshi, General Secretary of the Anjuman, has deputed me to request you for providing Anjuman with a copy of the work - he is in possession - and assures his fullest cooperation and coordination to make the publication of the work possible.

For your information, Mr. Khwaja Dureshi has recently come to Pakistan for a prolonged stay of about 6 years in Canada and the States in connection with his open heart surgery and has desired me to convey his best regards to you and your family.

The managing committee of the Anjuman, together with all its members, shares my pleasure on receiving the good news and in sending them its congratulations on this remarkable work through your good offices.

Tender my best regards to your wife and good wishes to all members.

Yours truly,

Sgt.
ABDUL ALI KHAN
Joint Secretary

Mr. Akhtar Ali Khan,
Advocate,
Dargah-e-Warsi,
Rasul Road, Lahore.

ہوئے۔ انکے انصاف اور ان کی قبلہ میں صاحب اپنے مکان کی جھت سے بڑے بڑے گرجے
لیکن جنوں خود آپ کے "جو کو خوب یاد ہے کہ اس گرجے میں صاف طور پر یہ دیکھا کہ ایک دن
جڑوب نے گھر کو گود میں اٹھایا۔ چنانچہ بار بار اس بلانہ جھت سے پتہ بڑے پر اس طرح کر دے
تو خود ہوتا جسٹن تھا جو جڑوب کی طرف سے میرے تمام اعتناء و زحم اور چہرے
سے ہاتھ نکھڑا رہا ہے۔ اس واقعہ کے پانچ روز بعد صاحب والد ماجد اجیر شریف سے پھر فرمایا
آئے اور فرمایا کہ خواجہ غریب نواز کے تصرف سے مجھ کو وہیں معلوم ہوا کہ یہ والدین کو جسے
میں گرا ہے اور اس وجہ سے پھر ایوں آئے کا حکم ہوا لیکن مجھ کو خود مست دیکھا تو جیتہ شکر ہوا
کیا۔ اور ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔"

در شحات الانس، صفحہ ۱۸

ایک روز میرے ساتھ سب انسپکٹر پولیس اور منشی احمد خان صاحب انسپکٹر ضلع اور والد
صاحب کے حقیقت پنا میں تھے۔ آئے والد ماجد نے ان دونوں کو بھی بعض فضیلتیں کیں اور اسی
میں مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: "تمہارے واسطے بھی ایسا مناسب ہے کہ مناکت نہ کرنا اور ہمیشہ
مخدور اور آدم بہتہ"۔ میں نے شرفی سے عرض کیا کہ آپ نے کیوں شکوی کی۔ فرمایا کہ ہم نے
اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی ہے اسی طرح تم بھی اپنے باپ کی ہدایت پر عمل کرنا۔ فرمایا آپ
کی توجہ میری تربیت کی جانب مبذول رہی اور ہر وقت فقرہ تصوف کے نکات بیان فرماتے تھے۔
میرے شاہد میں! حضرت آپ کی طبیعت ناساز ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ آخری بیماری تھی، ایک
روز فرمایا ہم اچھے ہیں جو ہر شریفہ شریفہ میں ہمارا بھائی اور چاہا اور چاہا سید وارث علی شاہ
صاحب کے مرتے ہو۔ حالت چونکہ روز حشر ہو رہی تھی اس لیے مفارقت ٹوڑنا نہ ہوئی اور
اضطرار کے عالم میں یہ عرض کیا کہ جب تکہ آپ کو صحت کامل نہ ہو جائے گی میں آپ سے ایک
دن کے لیے بھی مجھ دن ہوں مجھ

پھر آپ نے جس وقت فوت ہوا کہ تم چاہا ہم اچھے ہو جائیں گے۔ جناب ولی صاحب قبلہ
میر و سیاحت میں رہتے ہیں اور وہ شریفہ میں نہ ہوں تو ہر وقت کہہ جاتے ہیں کہ یہ بھائیوں اور
جاگو لٹا کے مرید اور انھیں کے فقیر ہو جاتا ان کا لباس و تہذیب احرام ہے اور شرفی میں لڑے اور
خوشبو میں سنا کا مٹھ پھل ہے۔ یہاں پر سب کے جانے جناب والد ماجد کو یہ حالت نہ ہو سکتی تھی
دین و دنیا کی سلامتی کے واسطے تھی اور نہ ہی زندگی کے لیے۔ یہاں پر بڑے بڑے ہائی قیما جب حق
ہوئی تو چھ گھنٹے کے بعد رشتہ حیات لٹک کر ہونے کے آثار لہلہا ہونے لگی کہ وہی والدین فوت ہوئے



۱۳۱۳ھ کو بعد ظہر قفس جسوی سے طائر روح پر قحط نے پرواز کیا۔ والدہ کی بھی طبیعت تاسا
رہنے لگی اور انھوں نے بھی پانچ ماہ کے بعد رات ۱۱ اول ۱۳۱۳ھ میں ایس کے لیے اس دن غائی کو
چھوڑا۔ والدہ کے جہلم کے بعد قبلہ میں صاحب نے ایک خواجہ دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے
حضرت والدہ زندہ ہو کر آگئے ہیں اور تم کو جلاتے ہیں آپ ان کی طرف دوڑے راستے میں بیٹھ
لائے دیکھا کہ ایک صاحب کی دم اور سر نہایت بقیہ قصہ باہر ہے۔ لوگ اسے باہر لانا چاہتے ہیں
مگر نہیں لکھتے۔ آپ نے کسی کے کہتے سے اسے پانچو سے کٹ دیا۔ بعد قفس کے باہر شرفی
و جہلم سے کٹے کے ہم سے موسوم ہوا۔ آپ کی دوسری طرف پاؤں میں آپ کے والد قبیلہ
ہم سے بیٹھے ہیں۔ خطابی کے باعث اسے پار کرنا ضرور نظر آیا اس پر پہلے کا قصہ لایا گیا تھا کہ بیٹھ
ہو گئے۔ چاہے سے مطلب دلجو و شریفہ جا کر قبلہ خان صاحب سے بیعت ہو: تھا اسی گرجے
رہے تھے کہ آپ کے والد کی ایک ضیفہ مرگنے کے پچاس ماہ پہلے پیش کیے کہ میرے ہاں کا حکم
ہے۔ انھیں لے کر ریلوے شریف پہنچے۔ لہذا آپ ان میں سے صرف بیس روپے ملے کہ ۲۸
ریحانی ۱۳۱۳ھ عمر کے وقت دوبارہ شریف پہنچے گئے۔ آئندہ وارث کے خدام علاقے سے پیش
آئے۔ آئے کا حسب معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا کہ نرم بوی کو بچا ہوا۔ اطلاع کرائی گئی۔ طلی
ہوئی کہ چلو تم کو بچا ہے۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ آپ کی دیرینہ آرزو پوری ہو کر رہے گی۔ خود
آپ کے الفاظ میں "اور میرا تو دیکھا کہ کشورہ گئی کے جڑوبی مسخ کر دے اور اس کے آگے
نکستی در کا داوان ہے۔ جس میں دشمن کے فرشتے پر نہایت سادہ مگر قبیحی طور پر ایک گھبرا
بچا ہے۔ جس پر ایک حدیث بزرگہ رکھیں احرام بندے دونوں افراد ہیں۔ جن کا نورانی چہرہ
پر صفت آنکھیں دیکھ کر خود پر خود کو یقین ہو گیا کہ "خدا انہی ہے خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں"

در شحات الانس، صفحہ ۱۶، ۱۵

ہر چند رجب حضرت سے ولی مرعوب تھا مگر کشش حسن کا دو گرا ہوا کہ ہر دن وہ
اسی شمع جہلم بڑی کے قریب جا کر باکمال ادب قدم بوس ہوا فرمایا کہ کہاں سے آتے ہو میں
نے دست بستہ عرض کیا پھر اپنا منہ منظر مراد آباد سے۔ اور چہرہ ہوا کہ ہاں پھر ایوں سرور سے
اس کوں اور سمجھنے سے ہیں کوں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسی فرد ہے۔ پھر مضبوطی
ایک ضیفہ قبیلہ پیش سے مخاطب ہو کر فرمایا: "رہم شاہ اس بہتی سے رہنے والے کسی سے
نہیں لڑے" اور مجھے ارشاد ہوا "پھر وہاں ملاقات ہوگی۔" اور رات میں پھر ایوں کیا۔ میں
صاحب نے دوبارہ جا کر شیرینی اور مٹھ پھل کیا۔ مائی صاحب نے ایک لڑکے کا نصف حصہ خود



تجارت فرمایا اور نصف مال صاحب کو مرحمت کیا اور بقیہ حاضرین میں تقسیم ہو گیا۔ خرم کا نام
آپ کو درگاہ میں لائے آپ نے مرید ہونے کی آرزو کا اظہار کیا۔ خادم نے بیٹام پوچھا۔ کہا
بہن نوازئی فرماتے ہوئے دست تیری کار نکلا ہوا۔ کہو اچھ کچھ ۳۲ ہوں پیر کاہ جہنم پاک کا اظہار
دروال کاہ استغفر اللہ یہی من کل ذنب و خطیئہ واجب والیہ۔ پھر فرمایا "جاا تعلیم
مرید ہو گئے۔" آپ نے صرفیہ اصول میں پیر و شہدائی تھی۔ لہذا قبلہ حاکمی صاحب سے مرید
کرنے کے طریقہ نے آپ کو دوسرے مال دیامام جمع میں اور اسے مختصر طریقہ سے بیعت
کرنے کی وجہ سے آپ کے دل میں وہم پیدا ہو گیا کہ یہ طریقہ ناقص ہے، آپ اسی کھٹکڑی میں
تھے کہ قبلہ حاکمی صاحب کے ایک مقرب نے آپ کو اپنے پاس بلا کر نصیحت کی کہ خان صاحب
تم نے نصیر کیسے نہیں ہیں، اللہ تمہارے والدہ جانتے تھے جو تم کو یہاں بھیج سکے۔ خان صاحب
یہاں اصل نصیری ہے اور صحیح طریقہ بیعت بھی یہی ہے۔ فرمایا خان صاحب تم نے جو خوب
دیکھا وہ سنا ہی تمہارے خیالات ہیں اور چاقو تار کی بی نصیحت ہے۔ مہاں صاحب حیران رہ
گئے کہ بغیر کچھ بتائے ہوئے جب یہاں کے مریدوں کا یہ حال ہے تو تیری کیا شان ہو گی۔ آپ
شرم کی وجہ سے خدمت والا میں حاضر ہونے سے انکپائے آپ کے ان کی تاج شاہ فضل حسین
صاحب نے آپ کی بیعت افزائی کی کہ بے جھجک حاضر ہوں حضور کچھ نہیں کہیں گے۔ لہذا
بقیہ نصیر کا حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے حضور نے تعظیم ہو کر فرمایا۔ "میں کو بچے چاہا۔ لیکن
آپ نے مرید ہونے کی اجازت مانگی۔ مراد بر آئی اور پانچ روز تک قیام کیا اور عسکری کے وقت
فرمایا۔ "شوال میں شاہ لاجپت کے مرید میں آنا، میلہ کانک کے صرف پندرہ روز باقی تھے، لہذا
اب میں ملانے کی سعادت مائی گئی وہ بھی حضور کری گئی۔ عام دستور کے مطابق طالبین کو بیعت
کرتے ہی رخصت فرما دیا جاتا تھا لیکن یہ ایک نظری طالب و مطلوب ہم کھاد سے تم دوسرے ہو
گئے۔ اگرچہ رسمی نگاہ میں ہے لیکن ایک دوسرے سے جدا ہوا شافی نظر آتا ہے۔ لہذا
۱۳ شوال ۱۳۱۳ھ کو اپنے کعبہ شریف حضور شریف بھیجا جاتے ہیں۔ یہاں بھی دینی اضطراری
نصیحت کا فرمایا ہے جو قبلہ حاکمی صاحب کے سفر ہمارے موقوفہ پر تھا فرمایا یہ ہے کہ قبلہ حاکمی
صاحب کا سر تحریریں بلکہ منظر قیادہ قبلہ میں صاحب کا روبرو فرمایا اس طرح بھی گئے قدم
بائی کی سعادت نصیب ہوئی اور حسب وضع روکھ میں قیام کرنے کا حکم ملاد ہوتا ہے
۱۵ مارچ کو میلہ آئیچہ آجیت امرتی سے صرف دو فرسنگ اور شہہ اوس پے لگا تھا۔ ایک
اربعہ منہ تہیہ پیش کرنے سرکار کی خدمت میں دو کتبہ جمع اور قریل کے جاریتھے۔ میاں



صاحب جیساں مجمع کے ساتھ آستانہ کے قریب پہنچے دہنا پنا اور ٹولی باہر ہی پھینک دی اور اس
رسم کے ختم ہونے پر آپ نے شاہ فضل حسین صاحب سے احرام باندھنے کی خواہش کا اظہار کیا
انھوں نے آپ کے اسرار پر رجم شاہ کی معرفت آپ کا معروضہ سرکار کی خدمت میں پیش
کر لایا ہاں سے جواب ملا "ابھی نہیں یہ لڑکے ہیں" آپ نے پچھلایا ہاں اس کی حالت میں اس سے
جو عرض کرتے ہیں۔ آخر جو کی شب ۸ بجے رجم شاہ نے یہ مژدہ منلا کہ سرکار نے طلب فرمایا
ہے شاہ فضل حسین صاحب نے کہا کہ توند لے کر چلا آپ کی پاچھیں کل گئیں اور فوراً تہیہ
فرمایا اور وہاں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے رجم جہرہ نور محمد شاہ
کا حسی ^۱ فرمایا اور شاہ حسین خاں کی موجودگی میں تہیہ زیب جسم فرمایا اور دستہ کے مطابق
دہنا احرام میں داخل ہو کر مرحمت فرمایا اور نور محمد شاہ کو حکم ہوا کہ لنگوت کی گرا تا دیں۔ جب
آپ تہیہ پانچہ کر قدم پانچہ کر گئے تو بیعت حق سے پیچھے ہٹنے ہو گئے سرکار نے جسم بر کر
فرمایا "بادشاہ حسین یہ نصیر کا بیٹا ہے یہاں نہ آئے تو خامت میں کھینچے جا گئے۔ آنا سے انکار نام
ابو محمد شاہ ہے" میاں صاحب سے فرمایا کہ سوال نہ کرنا اور موڑ دے، کر ہی۔ شخص چلک پر نہ
بیٹہ۔ پھر ان میں اسچے باب کی قبر پر رہتا اور کھڑوہ چاتا۔ جب آؤ تو میں آؤ گئی کے مکان
پہنچتے نہ رہتے۔ رجم شاہ کو تاکید ہوئی کہ "ان کو تعلیم کرو۔" رجم شاہ نے عرض کیا کہ وہاں
لائی کہاں ہیں۔ تو فرمایا "جاؤ تم کو تعلیم کی ضرورت نہیں تم فقیر کے بیٹے ہو اور اب ہمارے
خبر ہو گئے" بادشاہ حسین کی طرف مقابل ہو کر فرمایا "یہ نصیر کے بیٹے ہیں اور اب یہاں نصیر
ہو گئے ان کو مولانا فقیر کی تعلیم ضروری نہیں۔ ان سے خلافت نہ ہو گی۔" اور مہاں صاحب سے
فرمایا جاؤ محبت رکھنا وہاں تو بہت مرید ہیں۔ میں کو یہاں صاحب نے حاضر ہو کر فرمایا کہ والد کی
قبر ایک غیر آباد مسجد کے احاطہ میں ہے جس میں مجھ بھی نہیں۔ جواب ملا "کوئی ہے یا نہ ہے
تم باکرہ ہیں دو اور ابھی محمد سے لیے کرہ ہے۔ جس وقت کرہ ملنا چائے گا میں چاہیگا۔ اُنکی
روک نہیں ملے گی اب ہاں سیر کرو۔" ۷ ستمبر کو آپ معر فرائے دارائی سے لے کر ان کا فرار
حاضرت ذہن نشیں کیا اور سطلے کے روز مطوم کیسے۔ مقررین سے آستانے کے قواعد اور
مواظبت کے حالات مطوم کیے۔ اسی روز سید قربان علی شاہ صاحب کا قتل ہوا آخر میں آتش
بادی جھڑی گئی جس پر طلبہ شاکر میلہ ختم ہو گئے۔ ۱۱ ستمبر روز سب کے ساتھ آپ بھی
رخصت ہونے کے لیے حاضر ہوئے تو نور محمد شاہ کو ارشاد ہوا "ان کو کھڑا لال کے لیے دام دے
دو۔" خادم نے چار آئے دیے پھر فرمایا "دہاں کے لیے بھی پیسے دے دو" چار آئے دہاں کے

حسن عمل کے ذریعے اس عظیم المرتبت ذات کی نسبت کے شایان شان بیٹ کی و شش کو دیا
اس نے تم مشرب ہو۔ مراد آئندہ کا اولاد آئندہ مال کا سب برابر ہے، اصل بیٹ شایان شان ہے اس
ہم کی تقدیر ہے کہ ہر عالم پتا ہر عالم میں تمہارے ساتھ رہتا، محبت تمہارے مشرب کا
ذیادہ اصل ہے۔ محبت دیکھو ہم ہر عالم میں تمہارے ساتھ ہیں۔

ہم نے پاکستان میں بھی تمہارے لیے انجمن کی بنیاد رکھ دی ہے۔ یہ ایک مرکز قائم ہو گیا
ایک اور ہے جس میں سب حشر دانے بھر ایک جگہ ہو کر اپنے مشرب و مسلک کی ترویج
اثامہ کر سکیں گے۔ تم میں ہر طرح کے سرہ جیسے بگڑے ہوئے ہیں اور پرستہ بھی۔ جو مشرب کی
آخر باتوں سے جانتے ہیں اگر تمہارے مشرب کے متعلق عوام میں غلط فہمی پھیلے ہوئی تو
بات تمہارے مسلک سے مشرب ہو تو تمہاری انجمن ہرے وقتوں کے ساتھ اپنے مشرب کی
وضاحت کر سکتی ہے، انجمن کے قیام نظر ایک بڑا مقصد سرکار عالم بنانے کے ملوث حالات و مشکلات
اور ان کے تدارک کی فراہمی اور ان کے جے کہ جو آج کل پایید ہیں، چنانچہ تمہاری انجمن کے
تکثر بنی کے پانچ مشکلات ان کے سرور آگیا ہے جس کی طاقت کے وقت دوسری جلد سے
واقعات کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے جس کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی امید ہے کہ اگر تم ہر روز
تمہاری کے ساتھ ضبط و علم پر قائم رہو گے انہیں خیر اندہ بنی کی کوشش کرو گے اور انجمن کے
جدید ہونے و ترقی کے ساتھ ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ترقی صرف اپنے ہم مشربوں کی بلکہ ملک
قوم کی بھرتی خدمت انجام دے گے۔ مجھے اس امر کی ذرا خوشی ہے کہ تمہاری انجمن کے
سرپرست بڑا کلمہ بنی ہو تو غلام کہ خان صاحب وارثی ہیں جن کی سعادت سے تم ہر وقت
مستفید ہو سکتے ہو۔ میں نے انجمن کے صدر بننے کی سزا کے حلقہ جہالت و وضاحت سے
ہدایت دے دی ہے۔ جس کی ایک نقل تمہاری انجمن سے دفتر میں تھیں جگہ پر آویزیں رہے
تو ایک نقل بڑا کلمہ بنی ہو تو غلام کہ خان صاحب وارثی کہ تمہاری انجمن کے سرپرست ہیں
سے دی ہے۔ ایک نقل اپنے ہونے پر ہو گا۔

سب سے پہلی دعا ہے کہ تمہاری انجمن ہر وقت ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاوے
اپنی ادارہ میں اتحاد و محبت اور یکجہتی ہو۔ تمہاری انجمن ہر وقت ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاوے
جس کے خلاف ان لوگوں سے جو انجمن اپنے کام سے محبت نہیں۔ تمہاری انجمن ہر وقت ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاوے
ہے کہ وہ شادی کی حالت میں ہوں اور ان کے چہرے میں ہنسنا ہو تو تمہاری انجمن ہر وقت ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاوے
بھائیوں کے کہیں۔ ان کی تعلیم پر توجہ دینی ہے اور ان کے ہاں ہر وقت ترقی کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاوے

سمجھائیں۔ جیسا چاہیے بڑا کلمہ بنی ہو تو غلام کہ خان صاحب وارثی کی محبت سے متعلق دیکھو
جن کا طرز عمل، جن کی انجمن اور جن کی بے لوث محبت صرف میرے بلکہ تم سب کے دل
پر نقش ہے، مجھے امید ہے کہ تم سب محبت کے دوست پر قائم رہو گے۔ میں تمہارے ہر حال
میں ساتھ ہوں۔

دیکھو

دہکت شاہ وارثی۔ تراجی

۷ ستمبر ۱۹۵۲ء

(مطبوعہ پرچہ پرچہ پرچہ)

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آپ یکم جنوری ۱۹۵۱ء کو پاکستان گئے اور ۱۶ مئی
۱۹۵۳ء کو جیل میں چار خیریت لائے۔ اور ۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء کو دہلی کے لیے روانہ ہوئے۔ پھر
بہار اپنی قائم کردہ انجمن اور ادارہ میں دہلی میں رہے۔ بعد ازاں پانچ ماہ ۱۹۵۴ء میں
(برادری) میں مقیم رہے اور پھر دہلی سے پانچ خیریت لائے گئے (دہلی میں علی وارثی خان
وارثی) جو حضرت کے خاص مریدوں میں ہیں، قیام کیا۔ ۱۸ محرم ۱۳۷۴ھ مطابق
۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء کو تھری خیریت کے بعد آپ نے پردہ فرمایا۔ وقت وصال آپ کی عمر خیریت
۸۲ سال کی تھی۔ حضور شاہ وارثی اور وارثی انجمن میں لکھے ہیں جس کی عبادت کو اس فرما ہے۔
آپ اسلام آباد میں ۱۹۵۵ء میں لکھے ہیں جس کی عبادت کو اس فرما ہے۔

۱۰ روحانی ستون ۱۸ محرم ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء بمقام
وارثی خان صاحب وارثی ۱۸ مارچ ۱۹۵۴ء میں شب لاڈل رہ چکے رخصت ہوئے سب سے پہلی
کہ حضرت دہکت شاہ وارثی کے بعد خلک کو پاکستان لاڈل جانتے مگر خدا صاحب نے انہیں دیکھ
شریف (بارہ بکری) ۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء کو پہنچایا۔ آئندہ عالم کے چہرے پر جہان کی لڑائی
بعد ازاں صاحب قبلہ کے اہل خاندان اور ان کے مرید ہر حقیقت مندان کے جہان کی کو
گھبراہٹیں (مراد آیا) لے گئے اور دیکھنا ان کے والد بزرگوار کے بغل میں ۷ ستمبر ۱۹۵۴ء
وقت ساڑھے نو بجے شب پر خاک کیا۔

حضرت دہکت شاہ وارثی آج وہی جگہ آسودہ خاک ہیں جہاں ان کی اولاد ۱۳۱۳ھ
میں آپ کے چچا و مرشد حضرت عالی صاحب قبلہ سے دنیا مرید اور خلیفہ خانے کے بعد رہنے کا
حکم دیا تھا خود آپ کے اہل خاندان میں ان کے مریدوں میں سے تھیں۔ یہ فقیر کا بیٹا ہے

یہاں نہ آتے تو قیامت میں کچھ بھرتے آج سے ان کا نام اور گھٹ شہ ہے اور مجھ سے صاحب ہو کر فرمایا سوال نہ کر رہا اور کرسی، موٹے، تخت، چنگ پر نہ بیٹھا اور اپنے باپ کی قبر پر رہتا۔ میں نے عرض کیا کہ والد کی قبر ایک غیر آباد مسجد کے احاطے میں ہے، جس میں حجرہ بھی نہیں ہے۔ پر کار عالم پتہ نے فرمایا کوئی رہے نہ رہے تم جا کر دیکھ رہو اور وہی محلہ سے لیے حجرہ ہے۔ جس وقت حجرہ بن جائے گا، بن جائے گا، کوئی روک نہیں سکتا۔

ماخوذ از رشحات الانس
چنانچہ ایسا ہی ہوا آج وہاں ایک شاندار عمارت موجود ہے۔ جس کا نام خانقاہ وادیہ حجرہ ہوا ہے، یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے اسی خانقاہ کے شمالی حصے میں آپ کا حرار مبارک ہے، آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے نزدیک کر کے آپ کے شایان شان ایک صحن متبرہ تعمیر کرایا ہے جو اپنا محل آپ ہے، آپ نے اسے والد بزرگوار کے سالانہ عرس پاک کی جوشم کمیت لکھنے، چیت دکنی ہے اسی تاریخ میں آپ کا بھی سالانہ عرس پاک جسے ترکہ و اختتام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ میں ان کے سالانہ زندگی کو ان کے اس شہر پر عم کر رہا ہوں۔

لکھنؤ نے سیکڑوں کو جلیا قطروں سے لہی میں دیا
نکھر جاتے تھے پیلے دوسے اٹھیں کہ پھر آفتاب دیکھا

☆☆☆

(۲) آپ کے بعض مریدوں

اور

شاگردوں کا حال

حضرت اوگت شہ صاحب وادی کے مریدوں کا شمار کرنا امر دشوار ہے، آپ کے فق مجوش ہندو پاکستان کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں لہذا میں بعض وادیہ دار ہیں اور بعض اترام پوٹش فقیر بھی۔ پہلے میں بعض اترام پوٹش فقیروں کا حال باقاعدہ ذکر کر دیا گا اور اس کے بعد کچھ مریدوں کا حال بھی۔

(۱) حضرت غالب شاہ وادی رام پوری

حضرت اوگت شہ وادی کے سب سے پہلے مرید ۱۲ جرم پوٹش فقیر غالب شاہ وادی رام پوری تھے، جنہوں نے اپنے والد مرشد کے ساتھ ایک پارچہ بیت اللہ بھی کیا ہے اور بعد میں پانچائی اور واکھے۔ ۱۲ اپنے سطر ۱۲ جہاز میں خود لکھے ہیں کہ یہی مرید ہوتا ہے آزاد ہو گیا کہ نہایت بیت اللہ شریف سے شرف ہوا لیکن اس آواز کے بعد وہ نے کامرکان میری نظر میں نہ آئے تھے۔ قربان ہوا اس لیے وہ مرا کے جس نے اپنی محبت سے اپنے والد اللہ کی پوجہ لکھی یا اللہ شہ خدا سے واحد کے حکم سے ۱۲۰۰ھ ۱۱۹۲ھ ۱۲۰۰ھ ہجرت پانچاچھ دکن کے بارہو

حج بیت اللہ شریف اٹھ کھڑا ہوا اور سر پہ آپا سے چل کر اپنے حجر و روشن حرمین لاری اور ہر حضرت ارگتہ شہ صاحب جلدی کے دربار میں حاضر ہوا اور ۳۳ مارچ ۱۹۲۱ء بروز اربعہ عید الفطر ۱۳۴۰ھ و مرشد دینی روضہ برائے حکیم محمد احمد خاں صاحب و لدی برادر زادہ حکیم محمد اہمل خان صاحب مرحوم کے مکان پر مقیم ہوا اور پھر و مرشد کا انتظار کرتا رہا تا کہ نام کے بعد پھر و مرشد شریف لائے۔ وہاں سے ۲۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو باہر اتریں و مرشد و حکیم محمد احمد خاں صاحب (مرحوم) نواب کلام محمد خاں صاحب ریاست دہلوانہ ضلع علی گڑھ مع ملازمین خیر پور سندھ کو روانہ ہوئے تو نواب صاحب نے اپنے بیٹے پر ہنگام کرانی تار بھیجا کہ حکیم صاحب تشریف لائے۔ کلمہ کلمہ و غیرہ کافی انتظام رکھا جائے، کراچی پہنچ کر بیٹے پر قیام کیا ملازمین نواب صاحب نے اھراوی درختانی جاز آگیا ہے شام ہی کو اسباب چار پر بار کر دیا میاں کج کو چھوڑ چھوڑا اور اپریل ۱۹۲۱ء کو لبر شہر پہنچا اور پھر دیپال سے حوڑل پہ حوڑل ہوئے کہ پہنچا پھر اللہ یہ طریقت کا سبب بہا اپنے ہی و مرشد کی معیت میں حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے۔ کہ معتقد مدیدہ خود بخود شرف کرمائے علی بقدر شریف و غیرہ بھی گئے۔ آپ اپنے حیر و مرشد کی طرح بیان فقیر تھے، آپ کا زیادہ وقت ریاست میں گزارا تھا۔ اپنے حیر کے بڑے شیدائی تھے، آپ کا سلسلہ رند و پادشاہی کے پکڑنے پر تھا۔ آخر زمانہ میں آپ کا قیام کلمہ قرینت حمایت خاں دام پور (راولپنڈی) تھا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کا انتقال ہوا اور ۱۹ جون ۱۹۳۷ء کو وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ ایک ایسے شاعر بھی تھے، شعری کلمے کے علاوہ حق و حقیقت، سرفراہی جہاں آپ کی فضا یافتہ

ماخوذ از سفر نامہ چار۔ مکتوبہ دوم پورہ مشک پر لکھا
(تخلص کلمہ: کرم ایوب)۔ پ: ۱

(۲) حضرت صوفی سلیمان شاہ وارثی

حضرت سلیمان شاہ وارثی بھی آپ کے مرید تھے۔ تہذیب احرام پوش فقیر تھے، پھر انہوں نے سب سے پہلے کے رئیس اور ہم بھی تھے۔ اپنے ہی حقیقت آگاہ حضرت حاجی دہگت شاہ وارثی کے ہیں۔ جن نے مریدی کو ان کے چاہے تھے۔ نہایت باطنی و خوش خلقی بزرگ تھے کلمت سے خود آپ کے دوست حق پرست نہایت اوصاف

شاہوارثیہ پھر انہوں کا پورا انتظام و انصرام آپ ہی کے ذمہ تھا۔ حضرت ارگتہ شاہ صاحب وارثی کے والد بزرگوار کا سالانہ عرس پاک جو کیم جیت لکھتہ ۳۰ جیت ۲۰۲۰ء میں کا سارا انتظام بحسن و خوبی بنائے سیتے سے اہتمام دیتے تھے۔ آپ صغیر احرام پوش فقیر تھے وارثی میں سے ایک تھے۔ بیش تر اوقات عالم استغریق میں گزارتے تھے، آپ کی کچھ نثری تصنیفات بھی ہیں جو تیار ہیں آپ نے ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء بروز جمعرات بوقت خیر و انی لکھا کو لیکر کیا اور دھرا آسودہ خاک ہوئے۔

(لکھنے: احمد وارثی ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء)

(۳) حضرت حسرت شاہ وارثی میر علی

حضرت حسرت شاہ وارثی میر علی بھی حضرت ارگتہ شاہ وارثی کے مرید اور قیدہ پوش فقیر تھے۔ آپ نے میر شاہ وارثیہ سلسلے کی تبلیغ و اشاعت کے لیے و بھمن وارثیہ بھی قائم کی تھی جہاں روحانی گفتگوں کا انعقاد ہوتا تھا۔ حضرت شاہ وارثی کے بیش تر مریدانہ عقول میں شرکت کر کے روحانی فیض حاصل کرتے تھے، آپ کو شعرا غن سے بھی دلچسپی تھی اور خود بھی بہت اچھا کہتے تھے، کبھی کبھی تیر تھو اور قرب و جوار کے شاعروں میں بھی شرکت فرماتے تھے۔ آپ کا کام بھی تصوف سے بھرپور ہوتا تھا۔ آپ بڑے لطیف و خوش اخلاق و ہوشیار فقیر تھے۔ آپ کا انتقال ۳۰ فروری ۱۹۷۱ء کو ہوا اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

(لکھنے: احمد وارثی۔ مکتوبہ ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء)

(۴) حضرت فرہاد شاہ وارثی

حضرت ارگتہ شاہ وارثی کے آپ احرام پوش فقیر حضرت فرہاد شاہ وارثی بھی تھے۔ جن کا زیادہ تر قیام محلہ جاکیری ریل پور، ریسول (ضلع برہانپور) میں رہا تھا۔ آپ بھی سچے فقیر تھے۔ آپ کا سلسلہ رند و پادشاہی بہت وسیع پیمانے پر قائم ہے صاحب کرمیت بزرگ گزروے ہیں، جگہ بیش پور میں کئی بار اپنے حیر و مرشد قبلہ ارگتہ شاہ صاحب وارثی سے بغرض ملاقات حاضر ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق ایہ بات کہ بیش پور میں آج تک مشہور ہے کہ فرہاد شاہ وارثی کو کمرے میں رکھ کر کے باہر سے کمرہ منتقل کر دیا جاتا تھا تا کہ تعین قعودی رہے کے بعد باہر آجالتے تھے۔ ایک مرتبہ وارثی علی خاں صاحب مرحوم، بیش جگہ بیش پور سے فرہاد شاہ کی

موجودہ میں قبلہ اگت شادادارنی سے اس واقعے کو بیان کیا تو آپ سن کر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ فرمایا کہ کیا کرو۔ فرمایا کہ بچوں سے نہایت اور جب محبت تھی ان کا روزگار معمول تھا کہ بازار سے شیرینی خرید کر لاتے تھے اور بچوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے شاعر شاعر سے بھی شغف تھا وہ خود بھی خوب کہتے تھے، آپ کا مجموعہ کلام بھی سبب آپ کا انتظار بھی مسئول میں ہو اور وہیں ملک جہانگیری، ریلوے پارہ، مسئول (مخلع و دھان) میں آسودہ خاک ہوئے آج بھی ان کا حرار مرجع غنائی ہے۔ شمسہ و سنگ جیانی پر آپ کا سا اہل عرس بھی ہوتا ہے وہاں عقیدت مند جا کر روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔

(۵) رئیس شاہ دارنی پورینہ والے

آپ پورینہ، صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ آپ کی احرام پوشی بھی حضرت اگت شادادارنی سے جگہ لیں پور میں ہوئی تھی۔ اپنے چچا و مرشد کے حکم سے ایک بار بیلاوارانہ بین الاقوامی کونسل کے قیام میں مدینہ منورہ، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کی زیارت سے بھی مستفیض ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں آخر ہر جگہ لیں پور آئے تھے اس کے بعد پھر نہیں آئے مسجد ذوالنہ سے معلوم ہوا کہ وہاں عربوں میں ان کا انتقال ہو گیا اور وہی آسودہ خاک ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کا جنازہ نکالا کر چکا ہوا کہ حضرت اگت شادادارنی کے مریدوں اور فقیروں کی بھی فخر کرنا ایک امر قرار ہے اگر کاغذ لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی۔ عمالی شاہ، خواجہ شاہ، پور شاہ، اکرم شاہ، وحید شاہ، سلیمان شاہ وغیرہ بھی آپ ہی کے احرام پوش تھے۔ اب میں ان کے موجودہ بعض مریدوں کا حال لکھ کر بتا ہوں انھیں میں آپ کے ایک فقیر جو شاہ دارنی بھی تھے۔

(۶) منور شاہ دارنی لاہوری

منور شاہ دارنی المعروف اختر میراچہ لاہور کی احرام پوشی بھی جگہ لیں پور میں ہوئی تھی۔ آپ لاہور سے جگہ لیں پور تشریف لائے تھے جس کا قصہ میراچہ لاہور میں پورینہ اور پشاور تک سرکھانے گاؤں پاکستان کا قصہ ہے۔ ۱۹۵۵ء میں، قلم مراد تھیں اس کی مراد تھی کہ اسی طرح ہے۔ ہر شبہ حضرت اگت شادادارنی نے منور شاہ دارنی کو دھوکا اور گرم خاص سے پوری طرح نوازا اور انھیں اپنے ہاتھوں احرام عطا کیا، منور شاہ دارنی کا

جس احرام پوشی ہو جنوری ۱۹۵۰ء بروز جمعہ بر مکان علی وارث خاں دارنی جگہ لیں پور (شاہ آباد) بہار ہو۔ منور شاہ دارنی نے اپنا تمام زندگی قلاع عام کے لیے وقف کر دی ہے۔ ان دنوں سلسلہ وار شیعہ (پاکستان) کے صدر بھی ہیں۔ جب حضرت اگت شادادارنی پاکستان پہنچے تو انھوں نے منور شاہ دارنی کے دفتر پر ۱۹۸۲ء تک اپنی لاہور میں وقت گزارا ہے اس کو اپنی دنیا سے اہل ساتھ ہی ساتھ حق کے بلکہ کار فرما دارنی روڈ پر بھی مارچ ۱۹۵۲ء میں خاص طور پر اپنی دعاؤں سے نوازا۔

آپ ایک ایسے شاعر بھی ہیں مالی نقصان لگاتے ہیں۔ آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ بڑی تصنیفات میں تعارف وار شیعہ اور فقیرانہ وار شیعہ دو کتابیں آپ کی تصنیف کردہ ہیں۔

(۷) الحاج جناب علی وارث خاں صاحب دارنی جگہ لیں پوری

آپ بھی قبلہ اگت شادادارنی کے خاص مریدوں میں ہیں۔ آپ قادیان دارنی ہیں آپ کے والد بزرگوار جناب وارث علی خاں صاحب مرحوم قبلہ علی وارث علی شاہ اعظم اللہ ذکرہ کے لدائی مریدوں میں تھے، علی وارث خاں دارنی اور آپ کا پورا تعلق قبلہ اگت شادادارنی سے شرف بیعت رکھتا ہے۔ خان صاحب سومرہ، م بھی اپنے منبر سے بے حد لکھتے ہیں۔ سرکار عالم پٹ کے شیدائے ہیں۔ آپ نے حدود آستانہ میں ایک کراچی نام کا دروہ سرا اپنی والدہ محترمہ کے ہم کا بنوایا ہے۔ جس میں لاہور میں پورا شریف آکر قہرے ہیں۔ آل شریار کا دارنی ایسی الٹن کے لائق ہیں۔ ان دنوں ان کے صدر بھی۔ علی وارث علی شاہ سومرہ لکھنؤ کے فقیر بھی ہیں۔ آپ ساہی ای، ایل، اے، ایل، اے اور دیگر کٹر مقلد لائن آل لکھنؤ کا رہتے ہیں۔ آپ ایک دیکھتا ہوا شاعر بھی ہیں اور صاحب دیوان بھی۔ اگرچہ آپ کا بھی کوئی شعر ہی مجھ کو نظر عام پر نہیں آتا ہے۔ بہت ہند آئے کی خوشی ہے۔ آپ شیعہ راہ اپنے سلسلے کی ملازمت فروغ کے لیے کو شام۔ چہ تہ۔

(۸) حکیم فرید الدین جامی جاتی الوارنی جگہ لیں پوری

حکیم فرید الدین جامی جاتی دارنی بھی حضرت اگت شادادارنی کے مترین مریدوں میں ہیں۔ طبع کاغذی کے قاصر، تعمیل تبسم ہیں۔ شاعری سے بھی بے رغبت

بھی والدین کی جگہ ارگت شاہ کھلا ہی طرح تصوف شعاریہ فقر و ریاکاری کی طرف فطری ذوق نے لہر لگی، روحانی تجربے حلقہ کے پیکر و جہت کی شاکر و شہادت کی اختیار کی جو سلسلہ وراثت کے زمرہ دست عالم بلند پایہ شاعر اور مصنف حیات وارث تھے۔ خود شہداء میاں نے ارگت صاحب شاہ دہلی کے بارے میں فرمایا ہے۔ "فرض الجوان ملت کو فن شاعری سے غیر معری نہ ہے۔ ہونے کا سبب ظاہری نیکی معلوم ہوتا ہے کہ عرفی حال کے واسطے یہ بھری طریق اختیار کیا نہ چنانچہ ارگت شاہ دہلی جو سرکار عالم ہند کے قدیم فرقہ پوش فقیر ہیں، اللہ انہی کو نسیب، لیکن یہی دیکھا کہ اپنے قیام کے زمانے میں اکثر تجلی کے وقت صوفیائے کرام کے چیدہ و شہاد میں کے مضامین اپنے حسب حال ہونے سے پر سوز لہجہ میں سرکار عالم ہند کو ملت سے اور جب یہ عمل منہایت ہوا اور شوق کو تحریک ہوئی تو رفتہ رفتہ شیعیت سوزوں برتنی، اسے خیالات کا قلم کے پردے میں اظہار فرماتے گئے۔" (حیات وارث صفحہ ۳۷۰)

حضرت ارگت شاہ دہلی کی شاعری اور اخلاص کے متعلق مندرجہ بالا تعارف سے علاوہ ہمیں اس بات کا ثبوت خود آپ کی تحریر کردہ کتاب دعوات الہی صوفیوں سے بھی ملتا ہے۔ اسی طرح ارگت شاہ صاحب دہلی اپنی شہری و سیاسی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ "تجربہ یام میں منظور الہی خدا کا کم ہوتی فکر آپ موشہ کے کھانا بکول فرماتے کے وقت مشائخ کا ناشتہ کھاتے۔ بعض بچہ عیب کے ذکر سے یا نظروں ذہنی کے کچھ جملے سنانے لگے تاکہ موصوفہ و پادشہ فائدہ کامل فرمائیں۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے والد بزرگوار کا کلام غلیظ کافی تلاوت ہوئے اور فرمایا "وہ فقیر تھے" حضرت امیر خسرو کا کلام یاد دہندہ فرماتے تھے اور اکثر فرمودہ فرماتے تھے "میرے برادر بھائی" شاہ صاحب موصوفہ نے پیر و مرشد کے ذکر کو بالیا تھا۔ آپ نے اکثر ایک ہی قریب فقر و غریب کو روئے کر دیا اور طریق سے امیر خسرو کا ردی ہوا کیونکہ وہ جب کہ آپ روئے دلالت کے مقرب ترین تھے اور صبر اس شاعر کے جانتے ہیں۔ ارگت شاہ صاحب دہلی کے ابتدائی حالات زندگی کا ذکر ہمیں ان کی والدی اور شہری فساد کے سلسلے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت نے خود اپنا ابتدائی حالات زندگی خود اس طرح بیان کیے ہیں۔

"میرے چچا امی فقیر کا آج دلی مشہور۔ جن میں ایک اور قدر کہ ۱۲۷۱ ہوں کہ آپ مہر میں حلقہ مراد آپ کا رہنے والا۔ ان میں ایک میں جب آپ آج دلی کو والد اپنے کا مراد چنگ مہر سے اب شاہ میں ہے اس لئے کہ "میرے والدت قبیلہ سے تھے اور قیام کرتا

ہوں۔ میری پیدائش ۸ محرم الحرام ۱۲۹۱ ہ میں ہوئی میرا آبائی نام پیر الدین قوامہ والد بزرگوار کا شاہ شمس الدین صاحب کی عید الرحمن جو ابتدا میں زشی و پورہ ہاڑست پڑتے تھے لیکن بعد حالی غلام رسول صاحب، قادیانی قدس سرہ العزیز مشہور آؤت کو دھارنہ میں ملے پانہ شیر کے جب مرید ہوئے اور شاہ صاحب موصوفہ ملت ہیانت کا قلم، پانہ تو مسلسل پانہ سال تک میرے ہیانت میں موصوفہ رہے اور ہر طریق مشرب کے مشاہیر حرکات کی محبت سے مستطیل ہوئے لیکن بعض فقرائے ہند کے ساتھ اکل رہے کا اتفاق ہوا جیسا کہ آؤت خیالی حضرت کا ملحق ہوتا ہے۔ جزل۔

ملحق میں آئے کے سب سے ملنے دھائے تے ہائے کہ ہمیں میں دہلی کی جانے

آپ کا وطن بلوچ پھر ہوں (مراد آبادی) یہ ہے جو ہندوستان کا اہم سرکاری دارالحق ہے اور تہذیبی گہوارا ہے۔ پہلا مسلم تہذیب کی بہترین یادگاریں موجود اور محفوظ ہیں۔ جن میں دیکھنے کے بعد مسلمانوں کے شاعر و دانش کا لفظ سامنے آتا ہے۔ آپ نے اس سرکاری جے کے شریعت ساحل میں آگھیں کھولیں جو تہذیب و معاشرہ دیکھا اور پڑھنا دیکھنے کے سچے کچھ اثرات دیکھنے لگے کہ مشاہدہ تجربات وراثت حاصل ہونا کے فقیر فنا کے اجزا ہیں۔

ارگت شاہ صاحب دہلی ہر چند کہ ایک صوفی صوفی نور و دل میں صوفی تھے۔ "دعائیت کے کسی اور سے پانہ نے اس کا رونا تو مشکی ہے مگر فائدہ ضرور ہے کہ ایک عام انسان کی شکل میں ہمارے صالح معاشرے کی بہترین یادگار تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم، تربیت کا بیان اسی یہاں ضروری ہو چکا ہے۔ خود حضرت کی زندگی ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت کو ذکر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں کوٹھے پر سے گرا تھا تو پانہ سے میں سورہ مظلوم پڑھا تھا، لیکن قرآن مجید قلم کرنے کے بعد سرکاری در سے میں داخل ہوا تو والد ماجد نے پانہ دہلی محمد حسن خاں صاحب کے چروکے جن کی خوش چانی آج تک مشہور ہے اور اور میں استاد پانہ جو آج کل کا شاگرد کہ والد بزرگوار والد ماجد نے پانہ ہیانت نہیں فرمائی اس لیے اکثر والدین آپ کی ملاقات کو پھر ایسا آئے جگہ بظاہر سے ہندو فقیر بڑے مستند و رشید تھے، آپ کی ملاقات کو پانہ ہیانت ہوا والد ماجد دہلی جاکر شیکل تالیف پر بیٹھے تھے جب آپ نے تو ان کا قیام ہوا والد ماجد دہلی جاکر شیکل تالیف پر بیٹھے تھے کسی سے ملنا و اشغال کا ذکر کسی سے ہوا تو پانہ میں منتظر ہوئی تھی اور کسی کو دیکھ کر ہوا

جو کہ کے غصوں قواعد و قواعد سے آگاہ فرماتے تھے اور چونکہ میں ہم دولت ساتھ رہتا تھا اس لیے ہرگز بھر سکتے یا نہیں اور ان کا عقیدہ آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔

ماخوذ از شہادت نامہ

ان طرح حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دارفی نے اپنے دور کی سیاسی تحریکات کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ پھر انہوں نے (مراد آباد) کے اس تاریخی جلسے میں شاہ صاحب کو صوفیہ کا کام لکھ فرمائے تو ان کی سوانح فرمیں، قومی تھیں اور تعلیمات، ہر عام اور علم و فن میں وسیع نگاہیں تھیں۔ ان کی تحریک کے شعلوں کی حامل تیرہ آپ کی موطو بنائی تھیں پیش تر انھیں احساسات و مشاہدات کی ذمہ داری پر مبنی تھیں۔

(۱) نثری تصنیفات، ایک اجمالی نظر

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دارفی ایک کثیر تصانیف بزرگ تھے ان کے نثری اور شعری مجموعوں کے علاوہ دیباچہ سنا الہی کی فہرست کتب کو دیکھنے سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے شعری مجموعوں کے علاوہ نثری ادب میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور یہ مادہ ان کتابوں آپ کے خالق علمی کی یادگار ہے۔ مصنفہ کی اکثر کتابیں تو تفسیر طبع ہو گئیں مگر جن کتابوں کو نثری ہونے کا حرف حاصل ہے وہ ان میں انھیں کتابوں کا ذکر کرنے جا رہا ہوں۔ آپ کی نثری تصنیفات جو حقیقتاً بہت سی تھیں ہیں، حسب ذیل ہیں۔

(۱) و شہادت الانس موسوم بہ لمعات القدس

جلد اول: یہ ایک تصنیف ۱۹۳۰ء کے ایک سوسلہ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ طبع ۱۳۴۹ء ہے۔ جیساکہ آخر میں چھپے ہوئے صفحات ۳۰۸ پر ملتا ہے۔ یہ کتاب صلیح مراد آباد میں پاکستان محمد علی شاہ ملک سے آرمسٹ ہوئی۔ مصنف کی اس کتاب سے کلی ایڈیشن مختلف جہوں سے ملتی ہوئی ہیں پھر بھی کم و بیش یہ آپ نے اپنی اس کتاب میں اپنی سوانح حیات، بیان کی ہے۔ لہذا اپنے حالات زندگی کے مختلف اہم مقامات کی سوانح حیات کے بارے میں لکھا ہے۔ مختصر صحت، انھیں و مجاہد، و ہتھیار سے تازوں میں جب جن کو قریب الجہا کا شرف اور حیات باقیہ حاصل ہے اور جو واقعی انسان ہے۔ اہمیت و اہمیت ان لیے ان کا بعد ظاہر ہے جس طرح علمی و فکری کو لکھتا ہے۔ اسی طرح ان کا علمی و فکری بھی نمایاں ہے۔ ان کے دور میں

کیوں کہ جیسے انھوں نے اپنی سوانح حیات میں مرمت فرمائی ہے۔ بقول جاتی خیر مرحمت۔ زندگی حقیقتاً سراسر دست و پیر و سرگز۔ لایزال بود این زندگی و لم یزل۔

پھر اس سلسلے میں آگے فرماتے ہیں کہ انھیں معمرات کے حالات و واقعات کا تذکرہ نہیں اور ان کے اقوال و افعال میں تاخیر بھی ہوتی ہے کہ صدیوں کے بعد بھی ان کے مطالعہ سے پھرینا کامیاب اور فائدہ المرام ہوتے ہیں۔

و شہادت الانس۔ صفحہ ۵

لوگوں کے اصرار پر اپنے حالات زندگی کو قلم بند کرنے کے سلسلے میں مولانا محمد شفیع صاحب دارفی کی خاکساری اور بی چارگی کا اندازہ بھی اس کتاب میں اس جگہ ہوتا ہے جہاں وہ یہ فرماتے ہیں۔

”چنانچہ اکثر احباب نے اس فقیر سے فرمایا کہ تم اپنے حالات زندگی قلم بند کرو۔ ہماری واقفیت کے لیے مفید اور یاد آرد ہوں گے۔ لیکن میں نے ہمیشہ اپنی عرض کیا کہ فقیر کے کلموں کے خاکسار مفید ضرور ہوتے ہیں مگر وہی معمرات جو صاحب خیر و بہ کثرت ہیں ان کے اقوال و افعال پر تک حقیقت سے ملے ہوتے ہیں اس لیے ان شخصیت ہستیوں کے حالات و واقعات میں بھی یہ اثر محض ہوتا ہے کہ ان کے مطالعہ سے ناظرین کے دل و شہادت اور خیالات پختہ ہو جاتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ہزاروں کے خاکسار بھی فیصلہ و تصرف سے خالی نہیں ہوتے جب کہ میری اسٹی سے کسی کو کلمہ نہیں پہنچا تو میرا ذکر کہ جب ۳۰۰۰ منہ ہوئے لیکن ہر ایک صاحب نے مجھے اصرار کیا تو مجھے آجھ کو خیال ہے کہ میرے حالات تو در حقیقت معمولی واقعات ہیں جو ہرگز اس لائق نہیں کہ تذکرہ کیا جائے کہ البتہ میری زندگی کا وہ حصہ جو پیشوا سے حق کے حضور میں گذرا ہے وہ اس دور سے کامل ذکر ضرور ہے کہ ایسے بات کا مل کا بغیر اور دست گزشتہ ہوں جس کی عظمت و رفعت کا شعر و چارہ انگ عالم میں ہے مگر اس سلسلہ میں اپنی بیت، ارادت اور اپنی توبہ پوئی کا ذکر کروں تو شاید یہ بہ مناسب ہو گا کہ ان کے در حقیقت وہ ذکر سیدنی و مولائی مرشدین مرکار عالم پہنچا آئے من، آیت و کلمہ معمرات وادے پاک ظلم و مصروف صاحب لولا کہ کے یقین کا ذکر ہو گا۔ بقول مولانا علی مرتضیٰ خاں۔

خوشتر تو بادشہ سرور ہوا۔ مولانا محمد شفیع صاحب کی زندگی و خدمات

ماخوذ از لمعات القدس

مولانا محمد شفیع صاحب دارفی اپنی کتاب میں دو اپنی حقیقی زندگی کے حالات یعنی

وقتات ۲ بارہ وارثی میں حاضری کے وقت دیکھے ہیں وہاں نگارش کرتے ہیں۔ لیکن بعض سلسلے کی فرمائش پہلے اپنی ابتدائی کیفیت اور کتابی حالات کا مختصر بیان کیا ہے جس کو میں مختصر میں لکھ چکا ہوں۔ اس طرح مصنف نے اس کتاب میں نہایت لائق اور اہم موضوعات پر حکم افشا ہے۔ مگر اپنے تجربہ طبعی اور بھٹی کی قوت سے سہل اور عام فہم بنادیلے، مثلاً اسینہ ابتدائی حالات زندگی کو کس قدر سلیس اور عام فہم زبان میں پیش کیا ہے جو ان کی سلیس پہلا دور وفاق بیان کا مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ حضرت مصنف نے اپنے کو لکھے سے کہنے کے واقعہ کو کس خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس سلسلے میں اپنی یادداشت کی مضبوطی اور بھٹی کا بھی ثبوت دیا ہے۔ ملاحظہ ہو وہ عبارت: "جب میرے والد بزرگوار اجیر شریف میں حاضر تھے کہ پھر ایوان میں یہ واقعہ پیش آیا کہ متفق مکان سے شہر کی طرف میں گرا یا لیکن مجھ کو انہی طریقہ سے کہ اس گرنے میں صاف طور پر دیکھا کہ ایک زن مجھ پر نے چھ کو گود میں لے لیا، چہچہہ باوجود اس بلکہ جھٹ سے دور چھوڑ کر اس طرف گرا کہ زخمی ہوتا لیکن قدرتی طور پر ان طریقہ کے قیظ سے میرے اعضا جھٹ سے بالکل محفوظ رہے۔ چل ملاحظہ علیہ المرتبہ۔"

لایا راست قدرت جہ الہی تیر چہ چہ گریز اور زور

ماخذ از رشحات الالہیہ ص ۸

ملاحظہ ہوا واقعہ میں مصنف نے ایک اہم نکتہ بھی چٹا کیا ہے کہ جو بعض اسباق پر دوسرے عقیدت کامل اور مجرد دیکھا ہے اور اس سے بہت تعلق رکھتا ہے تو اس کا جو دوسرے حالت میں دیکھا گیا ہے اور اس کی اولیٰ ہوتی کہ اس سے وہ بھی قصاص میں نہیں چسکا۔ مگر اس کے لیے یقیناً شرط ہے۔ دوسری اہم خوبی اس کتاب کی یہ بھی ہے کہ مصنف نے سید مہدی بات کو بھی جسے دیکھا ہے اور اس میں بیان کرنا ہے، مصنف نے اس بات کی تعبیر کی ہے کہ انسان اگر صدق دل سے اور مسلم اور وہ کہ کوئی کام کرنا چاہے تو اس کی مدد کا شے ہے۔ لیکن یہ انتظام کہ اس کا سبب چہچہہ حضرت شوکت شاہ صاحب وارثی کی ایک دہریہ خواہش ہے کہ والد محترم کا حکم بھی تھا کہ زور شرب جاکر تہہ مانی صاحب کے دست گرفت اور فقیر جو چہتر حضرت دینا دہی کے سامنے ملازمت کی وجہ سے زور شرب کا سفر ان کی حیثیت میں نہ کر سکے اور باوجود والدہ اش کی یہ کیا اور حالات یہ بیان کریں کہ تو خود اس طرح کے لیے یہاں بھی ان نے ان سے کہہ کر یا شہر والدہ محترم نے انھیں ایک جواب دیا کہ جس کا مقصد یہی تھا کہ یہ بعد سے بعد چہچہہ شریف عالی اور والدہ صاحبہ سے مرید ہوں

لوگت شاہ صاحب وارثی نے جیسا کہ خود فرمایا ہے۔

"ہر چند تادمی کے باعث اس سفر کی اہمیت زیادہ معلوم ہوتی تھی بلکہ اکثر مایوس ہو جاتا تھا لیکن کوئی قوت پھر آباد کرتی تھی اور دل افسردہ رہے ساختہ کہتا تھا۔

ماظنا غم خود کہ شاید بخت عاقبت برکشہ زچہ غلب

باجہ غیب سے یہ سامان ہوا کہ ایک خبیثہ جو والد محترم کی مریدہ تھی وہ آئی اور پچاس روپے پیش کرنے کے بعد کہا کہ یہ میرے حق کا حکم تھا جس کا میں نے قبضہ کی کہ اب طلق صاحب قلب کی خدمت میں جاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ اس سفر کے واسطے پچاس روپے نامہ ہیں اس لیے بعد لائق "ہرچہ گمرد" پچیس روپے اس منیف کو واپس کیے اور بقدر پچیس روپے لے کر شوق گرفت میں یہ شعر پڑھتا ہوا پھر ایوان سے روانہ ہوا۔

ہاتے جیسا اب تو کوئے بسو لالہ غام کو اپنا تو بس سلام ہے دارالسلام کو"

لغات القدسیہ ص ۱۳

مصنف نے باسچا برغل اردو غازی کے اشعار لکھ کر اور بھی زور دیا ہے۔ حضرت شوکت شاہ صاحب وارثی کا سلسلہ طریقت تھا جو اس تصنیف کی راجح ہے۔ آپ جب سرکار عالم بنا کے دو دولت پر حاضر ہوتے ہیں اور وہاں کا منظر دیکھتے ہیں تو اس کا بیان کس دیکھ اور دیکھ باریک انداز میں بیان کرتے ہیں۔

"القرض بعد تمام تک اور جب یہ سعادت نصیب ہوئی کہ سرکار عالم بنا کے دو دولت پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ قدم وضع کا ایک پختہ مکان ہے جس کی سادگی میں ایسا لطیف حسن نظر آیا اور اس کی عظمت کا وہ اثر مجھ پر ہوا کہ بلحاظ شرب اگر یہ کہیں کہے جاتا ہو گا۔

کاشتہ سر خاک ماگشتہ دور قدر

برنگرہ چرخ کاہ سور شد

ماظنا ہا کہ یہ دیکھا کہ اس آستان وارثی کا باب بعد شرقی سمت متوسط چہچہہ کا مگر تیزی شان دکھاتا ہے اور ان کے سامنے وسیع تھیں ہے جس میں دروازے سے ٹالی پہلے کے قریب چہچہہ اور دہلیز کی طرف جس کے آگے سبیلان اور اوپر پلاٹ ہے۔"

لغات القدسیہ ص ۳

اس طرح حضرت شوکت شاہ صاحب وارثی سرکار عالم پہلے تک پہنچے اور حضور وارث پاک کی قدم ناسی کا شرف حاصل کر سکے۔ قبلہ جلی صاحب نے انھیں مرید کہایا اور مرید ہونے کے بعد

حضرت پھر اہل آئے اور اس کے بعد پھر دیکھ شریف پچھو۔ ابھی حضرت کے دل میں ایک خواہش تینہ پاشی کی روگنی تھی اور ساتھ ہی اپنے دوست جلی پیشوا کے جان نثار شاہ سہیل سے شہر برونے کا خیال بھی دامن گیر تھا۔ شاہ صاحب موصوف نے دسر ہو کیا کہ انھیں تینہ پاشی جانے آخر سر پھر عالم پانے انھیں طلب فرمایا۔ سرکار وارث پاک کی خدمت میں جانے اور تینہ پاشی کا واقعہ خود حضرت کی زبانی ملاحظہ ہو۔

جب شاہ نقی حسین صاحب نے مجھ کو بلا کر کیا کہ تینہ پاشی کر جاؤ میں فوراً تینہ پاشی مع انگوٹ اور دہلی کے چار چھ وادی میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کمرہ میں حضور کے پاس رحیم شاہ نور محمد شاہ قاضی بھٹائی علی اور شاہ حسین خاں حاضر ہیں میں نے تینہ پاشی کیا چاہے نہ وہ تینہ پاشی جسم فرمایا اور اپنا تینہ اور انگوٹ مجھ کو مرحمت فرما کر ارشاد ہوا کہ باندھ لو اور فوراً غم شکست خطاب ہو کہ ان کو انگوٹ کی گمراہی نہ چھوڑے جس وقت وہ انگوٹ اور تینہ پاندھ کر قدم پر اس ہوا تو بیت حق سے مجھ کو پینہ آئید حضور نے مجھ فرمایا اور فرمایا "ہو کہ" "ہو شاہ حسین" یہ لہجہ کو دیا ہے یہاں اگر وہ تہ تو قیامت میں کچھ بھرے۔ آج سے ان کا نام اذکھت شاہ ہے۔" یہاں کہ حضرت اپنے چوہلی اہل شاہ کے اوسے میں خود فرماتے ہیں۔

گفتہ گمانی کہات نہ اذکھت جانے نہ جانے کو نور

کیا بھی کرد وادت کیا جو ہو گئے اذکھت شاہ

دعوات الہی موسوم بہ لمعات القدس حد فاضل الہی تعلیم و تفسیر کے اعتبار سے تمام حاسن معنی پر مینا ہے اخلاق و تصوف پر لکھی گئی کتابوں میں لمعات القدس کا ایک الگ مقام ہے اس کتاب کی ایک دم غولیا یہ بھی ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں سرکار وارث پاک کے ملامت اور فرمودات کا مجموعہ فرمایا ہے۔ اپنی اس کتاب کا مقصد ان عقلوں میں کیا ہے۔

"تہذیب میں یہ دہلی اس علاقہ کے ساتھ ملے کہ ہوں کہ صیب یہ مسئلہ ہے کہ شیعہ و قیوم سرکار عالم پانے کے عمر قات و بہ ایات حق شہادت عشق اور خصوصیات محبت سے عالی نہیں تو عشق کے دوسرا انداز مجاہدیت نہ بھی دہلی ہے۔ بولید

عشق عشق نہ آست نہ آجہ بولید

سالیانی او اوستہ ان کہتہ اشیہ

اس طرح حدتہ در حدتہ عشق اذکھت شاہ صاحب دارقنی کی یہ کتاب دہلیات الہی موسوم بہ لمعات القدس حد فاضل الہی تعلیم و تفسیر کے اعتبار سے تمام حاسن معنی پر مینا ہے اس کتاب کی ایک دم غولیا یہ بھی ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں سرکار وارث پاک کے ملامت اور فرمودات کا مجموعہ فرمایا ہے۔ اپنی اس کتاب کا مقصد ان عقلوں میں کیا ہے۔

(۲) شہاب ثاقب موسوم بہ رد کفر

حضرت بدر الدین حاجی اذکھت شاہ صاحب دارقنی کا یہ دوسرا تصنیف ہے یہ کتاب دی نفع ۲۶۴۰ کے ۸۰ صفحات پر مینا ہے۔ درج طبع ۱۳۲۳ھ۔ یہاں کہ آخر میں دیگر حضرت کے چھ ہونے صفحات ہر رخ سے پتہ چلتا ہے پہلی بار یہ کتاب طبع مراد آباد پھر دہلی سے اختتام شدہ قادر بخش مالک طبع شائع ہوئی اور نظر عام پر آئی۔ دوسری بار اس کتاب کی اشاعت مئی ۱۹۵۰ء کی برکس نکھوت سے شجر منی احمد صاحبہ لکچر آستان عالیہ دیکھ شریف (دہلی) انکسار کے ذریعے ہوئی۔

حضرت اذکھت شاہ صاحب دارقنی نے اپنا کتاب میں مولوی عزیز الرحمن صاحب مغل دیوبند کے شائع کردہ ایک لکھنؤ کا لالہ اب مع ثبوت کے دیا ہے۔ جس فقہی میں شاہ صاحب نے بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے ایک کثیر التعداد گروہ کو کافر ہونے کا خطاب مرحمت فرمایا ہے جو فکلی اصول شریعت کے خلاف ہے اذکھت شاہ صاحب دارقنی نے حمایت حق فرمایا جو وہ دینیت زندگی کا ایک معنی خیز باب ہے۔ لیکن یہ کتاب اس غولیا کے ساتھ تالیف ہوئی کہ اگر اظہار حق، مناظرہ و کے درمیان اپنے شفاف دامن کو محفوظ رکھا۔ جیسا کہ سہل اپنا کتاب شہاب ثاقب موسوم بہ رد کفر کے صفحہ نمبر ۵ پر رقم فرما رہا ہے۔

"لیکن یہ حیرت انگیز صحت بھی اپنی نظر آپ ہے کہ جب لکھی لکھنے کو ہم اذکھت شاہ صاحب کا جھکا گوارا کیا نہ مورد گر کی تکلیف پند کی بلکہ آنکھ بند کر کے ہرے فوق کے لیے یہ حکم بدوق سنا۔ قریباً کہ یہ سب طعنات اور کافر ہیں۔ اگر مقلی صاحب جان فرماتے کہ اس اترم پر حق طرز کا قائل جو ہم اور قتالاً افسوس ہے تو شہر بھی ہوتا اور ایک جہ پر قرین قیاس بھی قائل اچھے سے ہر فرقے میں ہوتے ہیں۔ مقلی صاحب نے کسی تفسیر کی دیکھی بھی حالت دیکھی ہوگی یا حقیقت کرنے سے ثابت ہوا ہوا کہ مقلی صاحب نے چند ایک مسلمانوں کو کافر اور کھن کرنا ہے لیکن عام سے فضیلت مآب مقلی صاحب نے اپنے حوالہ دہ سارہ فتویٰ میں دیا بھی نہیں کیا بلکہ اضطراب کی حالت میں ایک تفسیر کر کے حق میں "لقد حق" فرمایا اور دہلی واقعات بھی سرخ انجام ہے اور قطع نظر اس کے جوہر انور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقلی صاحب کو یہ فتویٰ کسی طرح بھی عقل اعتبار سے کیا ہے لیکن کہ فرقہ کے افراد کی خاص اور عمدہ و مقام میں لکھا رہتے ہیں۔ اس لیے مقلی صاحب نے کسی فرقہ کے جملہ افراد

کہہ دیا ہے اور نہ شاید دیکھ سکتے ہیں اور نہ تمام فرقہ کی نسبت قطعی شہادت تصدیق ہوگی اور نہ تصدیق ہے بابائے اہل سنت صاحب تبحر علوم کے ساتھ کشف باطنی میں بھی کمال غایہ طرہ میں تبحر صورت میں صرف مطلق صاحب کے حقیقہ اور ہم خیال اس شخص کی تصدیق کر سکتے ہیں اور نہ کوہم نہیں کہہ سکتے ہیں لیکن اس قدر تو ہم بھی دس دہائی کی دلو مطلق صاحب کو ضرور دیکھ گئے کہ اگر اس مرتبہ وہ طعن فرقہ کے افروغ مغرب میں ہوں یا مشرق میں جنوب میں ہوں یا شمال میں جن کے حالات سے کما حقہ واقفیت ہو تا قطعی یا ممکن اور حالات سے ہے مگر اگر قیام تاسیہ ہو مطلق صاحب نے ایک ہی جرم کی سزا میں دار و قہ جہنم کے حوالے کر دیا۔ مطلق صاحب کا یہ لفظی دیکھ کر لیلیٰ شیر لڑکا یہ قول یاد آتا ہے۔

گر ہمیں کتب دست و ہمیں ملے کار خطاں تمام خوابہ شد

شہاب ماقبہ مولو

حضرت اہلسنت شہداء صاحب ولایت نے اپنے اس بیان کی تائید بھی خود کر لی ہے جیسا کہ در قہطرۃ جہدہ "چنانچہ اہل بیت کی تاریخ میں علامہ جلال الدین دہلوی قدس سرہ کی ان شہادت کا حوالہ دیا ہے کہ نسبت توحید تک بھی کہا جاتا ہے کہ "ہست قرآن اور زیارت پیلو" اور مطلق کی شہادت جسے مستند اور مشاہیر علماء نے کیا ہے اور اس پر ولایت کا قصد دیکھنا چاہا ہوگا جس کے باطنی کے مذاق اور نیل پر سید اسوئی عیہ و سلام نے توجہ فرمائی اور اس پر بار بھیجے تھے غایہ ملاحظہ فرمائی کہ "مستند" کا لفظ شدی اور شلو فرمایا اس معنی سے وہ خاص شہادہ کیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

وہی آمد حوئے مولیٰ از قدس بندہ مارا زمین کر دی جہدہ

"بندہ لہجہ لایب سے ساتھ حضرات ملہ کرام کی خدمت میں یہ ضرور عرض کر لیا کہ یہ مطلق آپ کا حقیقہ واقعہ دیکھا ہے اس کو ہمیں دست و کتب میں ہے آپ ماہر جہاد اس کے واسطے جوتون ہالہ فرمائیے تو آپ دیکھیں جس کا۔ ایکلیت آپ کے پاس ہے لیکن ایک ہی گوی سے غیر ہا کہتے ہیں اور خدا و اہل بیت کے پاس ہے اور رسول کو محمد ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آپ کیجئے شیخ و ہذا۔ مطلق صاحب نے یہاں تک کہ مطلق حق مدے نبوی اور کلام حق میں کسی کی طرف سے نہ ہے۔"

بخیر۔ شہاب ماقبہ صفحہ ۱۲

ان کے سامنے آگئے ہیں۔ اب وہ ان کی یہی نسبت کا جہاد لیتے ہیں۔

بامالی نہ کہا جاسکتا ہے کہ میدان شہادت میں ان کا لہجہ یا بھلا لانا ہے۔ وہ بڑی روایتی اور مولیٰ کے ساتھ ہر مضمون کو پیچیدہ نثر میں بیان کر جاتے ہیں۔ انھیں لہجہ یا بھلا لانا چاہیے قدرت حاصل ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے مطلق صاحب کے لفظی کا جواب اپنی لیاقت اور صلاحیت کی روشنی میں دیا ہے۔ مصنف نے بڑی کاوش اور جدوجہد کے بعد ایک مختصر فہرست تیار کر کے اسے آخر میں دیا ہے۔ مطلق صاحب کیاسے جس سے کہ بالقرین کو معلوم ہو جائے کہ مختصر کا مبالغہ عرض افغون اور کے ساتھ پیش کیا ہے جس سے کہ بالقرین کو معلوم ہو جائے کہ مختصر کا مبالغہ عرض افغون اور فکر لہر کی جگہ تحقیقات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اسلام کی نشوونما کے ساتھ اس شخص کو دیا بھی ملا ہے اور اسے۔ اس سلسلے میں انھوں نے تقریباً ستر حضرات کے اسمائے گرامی لکھے ہیں جو اس مبالغہ عرض کے شہر ہوئے بغیر نہ ہو سکتے۔ مصنف موصوف کے قریب کے مطابق اس مبالغہ عرض کو دیکھتے ہیں اور اس کفر والہ کی بحث سے ایک خراب اور نہایت قبیح نتیجہ اور بھی نکلتا ہے جو اسلام کی شان و شوکت اور خاص خصوصیت کو بالکل مٹا دیتا ہے کہ یہ کہ مطلق صاحب دعویٰ ہے کہ ہمارے ہاں اسلام نے پچیس سال کی دہائی مطلق کو دخل اور جانفروشی سے ہم کو توحید کا حق پر عمل دلائل و قیاس کی جگہ اور سچائی نے مغرب سے مشرق تک و ہذا لاشریک لاکھ لاکھ بھلا دیا ہے۔ یہی مفید ہے کہ قیامت تک توحید اور سچائی کے ساتھ اسلام قائم رہے گا۔ مگر کفر والہ کے یہ حوسے دیکھتے ہیں یہ مطلق صاحب کے یہ مطلقوں کے یہ حوسے ہیں نہ کہ یہ زیادہ وقت نہیں دیکھتے۔ یہیں کہ ہوں تو مطلق صاحب کے کرام حضرات کا یہ مقصد کہ وہ جس نماز پر ایک خطبات نہ حق اور نہ بنائے خاص و عام ہے اور جن کو اسلام کی روئے کرتا چاہیے اور جن کے ایریزہ ہا۔ ایضاً میں فکر کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وجود آفتاب سے انکار کرتا ہے اور دوسرا ملاتے مقام کا فرق ہے جس میں کوئی عام کوئی جہت الاسلام کے لقب سے مشہور ہے۔ لیکن یہی یہ اراکین اسلام اپنے دوسرے ملاتے کے لئے سے کافر قرار پاتے اور ملاتے نے مطلقیت حقیقت سے قہر فرما کر اور عام۔ عام میں پر غلبہ کر لینی دے دیا تو اسلام میں باقی کیا دیکھا۔ یہی کوئی لہر اور کفر تھے تو کچھ موعود اور اہل بیت اور دنیا دار "ہم النامی" تھے۔

شہاب ماقبہ مرسوم پہ در کفر۔ صفحہ ۲۹

حضرت اہلسنت شہداء صاحب ولایت کے بڑی وہب کا بنور مطالعہ کرنے سے اس بات کا بھی یہ چلتا ہے کہ وہ اس ادب میں اپنا ایک رنگ اور خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان کی روایتی بیان اور روایتی دلائل و قیاس میں کوئی شک نہیں ہے۔ خاص طور پر ان کی یہ قرآنی حوالہ تیس ہیں کہ وہ اپنے اور اہل بیت میں ایک پر جگہ اور ہمارے کے ماسبب اشعار کا کر رکھتے ہیں

جس سے ان کے بیان میں بے حد کشش پیدا ہو جاتی ہے اور قارئین کرام کے لیے کافی دلچسپ بنا جاتی ہے۔ ان کی نثری تفصیلات دیکھنے کے بعد بھی کہا جاسکتا ہے کہ انھیں نوجوان پیمانہ ندرت حاصل ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کا کوئی مخصوص رنگ نہیں ہے۔ ہم ابو نعیم شہداء صاحب دارانی کو صاحب طرز ایب نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ انھوں نے بہت کچھ لکھا ہے، اور بہت مدد سے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ اس لئے ان کی نثری تحریروں میں اس طرح کی جامعیت پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کا اسلوب نگارش اگرچہ مخصوص نہیں تاہم قدیم انداز بیان کا حامل ہے۔ اگرچہ معاصرین میں ایک سے ایک صاحب طرز قریب موجود تھے۔ لیکن مصنف جو صرف نے کسی کی تقلید نہیں کی بلکہ حلق اور مشہور اسالیب کے درمیان نمایاں طور پر ایسا کر دیا ہے۔ انھوں نے قدیم انداز تحریر پسند کیا جس میں سادگی اور خلوص تھا قطع اور عبارت نہ تھی۔ انھوں نے اپنے تحریر کو ہر قسم کے تعلقات سے پاک رکھا۔ اس بات کو اگر ہم ان کا منظرہ امتداد اور بے رنگی کو اگر ہم ان کا رنگ قرار دیں، تو حق بجانب ہوگا۔

مصنف کی اس نثری تصنیف کے سلسلے میں جناب بیہم شاہ صاحب دارانی نے اپنے خیالات کا اظہار بیان لکھ کر میں کیا ہے۔ جن سے ظاہر ہو گا ہے کہ قبلہ شاہ صاحب کا مرتبہ نثری ادب میں کیا تھا۔ حضرت بیہم شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

”الحمد للہ علی اسلوبہ کہ یہ لایواب کتاب شہاب ثاقب موسوم بہ ”دو گھر میرے دلچسپ الاحرام پرورد“ طریقت صاحب فلسفہ و تحقیق سلسلہ ادب تعالیٰ کے قلم اٹھانے سے فریب قریاں ہو کر تلیج بختر علائق ہوئی۔ محروم کی معلومات قابل فہم اور مندرجہ حیات پر طرز مستحق حمیتا تھا کہ یہ عرق و زہی محقق حشرات کے لیے سرمایہ استدلال جامع اور مباحث پند و اندیش کے واسطے اگر برائین مایہ سبب حالانکہ صوفیوں کا عجز مراد میں درود قدس سے پیشہ وادہ اور علمی عقل کو میر و سکوت کے ماتحت شاہ اور اگر کائنات دانے کے مقدس بندہ گونا گے ایسے موضوع پر کچھ فرمایا تو حق میں قدر کی۔

عقل شکیبہ کہ ضرورت پڑتی ہے کہ ”نکاح باطن و ظہر“ عالم ناز نیست
 ”دور حقیقت مصنف کا بھی شاہد حق اسلوب ہے۔ خدا نے آپ کو فقیہ، شاعر، مذہب، فقیہ، محقق، محکمہ کما ہے۔“ ”عجب آہ جنگ آہ سلاسل حق ہے۔ میر و قلم کی بھی نہ توفیق ہے۔“
 صاحب کہ قدم قدم پر شکر و ذکر کے تار چھانے جلتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے واسطے ہمیں

بلکہ چھوٹے، بڑے، اچھے، برے سب کو ملوان و سرود کا خطاب ملتا ہے تو یہ تکلیف دہ ہے کہ سخت سے سخت دل کا آدمی بھی بغیر متاثر ہوئے نہیں، ورنہ اس کا دل بولتا ہے۔
 دل ہی تو ہے نہ رنگ و خشت، دور سے بھرت آئے کیوں
 روئیں گے ہم ہر بار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

”ہاں اگر خود برادر سکھ کو بے وجہ بھی ملحق صاحب کسی سخت مظلوم کا احترام دیتے تو جتنی صراح القان اس کو کا سوتلی کے ساتھ سنتے ہو، ہرگز تردید نہ فرماتے۔ مگر سب ایک کثیر البندہ اور مرد فقیر کو بے قصور اور اس طرح نسبت تکفیر دینا جس کے اثر سے اسلوب کے نمایاں مقدس حضرات کی شان و جلالت کو نقصان پہنچا کر آپ نے مذہبی ہمدردی سے تباہت فرمائی جو دور رسالہ زندگی کا ایک معنی خیز باب ہے۔ لیکن بالآخر ہم یہ سوال اس خوبی کے ساتھ تصنیف ہوا کہ جرح مناظرہ کے دروازے اپنے شفاف راس کو کھلوا کر کھلا دے، مگر کرام کا حق یہ فرض تھا کہ اپنے صبر و استقامت سے بے غل و غلہ کو دیکھ کر جاننا جس کے سلسلے میں سرکار رسالت پندہ چھٹکے سے خوشدلی کا غلبہ مایہ و خدادادی، دیار سے وفات دہی کا حریف سوا ان کے سر پر ہاتھ چاہتا مگر یہ ظاف اس کے مسلطوں کو شکر کہ اور ایمانداروں کو کافر جاننے کا شرف ہے۔“ اور وہ ان کی لہجہ: قبلہ کہ: تو درکنار اپنا ہی دین سکھائی گئی کھودیتے ہیں۔ انھوں نے

دوست ہو دوست کا دشمن تو نکالتے کسی کی یاد آنا کا خوں ہو تو پھلے ہر گونہ
 آخر میں حضرت بیہم شاہ دارانی نے ہر صبح پچھ رسالہ بھی وہی طرز دیکھا ہے۔
 میں آج کہ ہر دشمن و دشمن اور قبر کہیں دار
 پے تاروں از قلم باقی سمیت مصمم طبعی آہ

۱۱۳۳ھ

اس طرح حضرت چہراہ بین ابو نعیم شہداء دارانی کی نثری تصنیف ”میر و ادب“ نظر سے قاری نہیں ہے۔

(۳) ضیافت الاحباب اسم تاریخی کلمات مکتوبات

حضرت بدر الدین جانا ابو نعیم شہداء صاحب دارانی کی یہ کتاب بڑی تفصیل ۱۶۶۲۰
 ۸۸ صفحات پر محیط ہے۔ تاریخ طبع ۱۳۳۰ھ ہے۔ اس کا آخر میں پچھ بڑے تعلقات میں ہے



ہے جس کا اہل عصر و بے بھی ہیں کے پس محفوظ ہے جو بایں اصل اس سے وہ حسن کسی کرنا
طلب اچھا و مست اور ان کے مطابق ضرور کمال سے کا اور کم سے کم اعتراف میں اتنا
ضروری ہی کہوں گا کہ۔

بھرت یہ تہ میں وہ لافانی کلی مجمع خوبی ملاقاتی ترا مگویا بھری مفضل سے لقا ہے
"شب اس موقع پر مولف مدوح یعنی برادر ام لوگت شاہ صاحب ادلی کو کچھ لکھوں
ادلی مٹن کے ہر صبر اور باعوم حضرت ادلی تصوف کے کل ممتاز ہم مذہبی و فرا کی جانب سے
مستحق شریہ ترور سے کہ بہت مسرت کے ساتھ مبارک باد و شکر یہ پیش کرتا ہوں۔

حفظہ کلہ تنو بنو النواذب جزاك الله على الدوامين خیر
"ہم تمام سر قروٹی اور ملامت کیوں کی لائق رکھنے والے حضرت وارث پاک آپ
آپ نے غیر تقی کے سوا حق نامس و طار نہیں اور اس اصول جو ابرو کو حق شناس و عالی
وہاں دست بند سے محفوظ رکھیں۔ آمین پر اب الطامین۔"

ماقم تعمیر بیتہ شہ و ادلی ۱۳۰۵
نیابت الاحباب صفحہ ۸۵-۸۶

حضرت حاجی لوگت شاہ صاحب ادلی کی یہ تری تصنیف بھی اپنی تعلیم و تحقیق کے
شہادت ہے۔ سبھی خوب لکھتے ہیں کہ اس میں بھی مصطفیٰ نے اخلاق و تصوف کے پوشیدہ
پہلوئیں کو بکھر کر دکھائی ہیں۔ اس لحاظ سے اخلاق و تصوف پر لکھی ہوئی تصنیفوں
میں "نیابت الاحباب" کا پہلا ایک ہی خاص مقام ہے اور اردو کے مصنفان اب میں یہ کتاب
ایک نیا ہی ہے تو یہی اس کے ساتھ یہ ایک ترانہ اضافی بھی ہے۔ مصنف موصوف
نے خود بھی اپنی تری تصنیف کے سلسلے میں کہا ہے۔ "مفت بہ چند کتابت و اسے اکھبار
خیالات پر بعد ان طریقت کی سعادت خود نظر میں آ رہا ہوں اس ترتیب سے کہ تصنیف سے یہ
خرق نہیں ہے کہ اس شخص کو ہم بھی "مفتوں میں شمار کیا جائے اور یہ بھی قیامت کہ
میں چاہتا ہوں کہ اس میں سے بہتر ہو۔" "۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-

وقت مر رہے تھے اور وقت موت انہوں نے پہنچا دیا۔ اور میری خودکشی کو پورا کیا اور مجھ کو اپنے محبوب سے تمام کر لیا۔

Odessa,
Voucoult of Santa Clara,
Hotel Continental,
Paris, France.

شیخ الاسلام - صلی علیہ وسلم

میں نے یہ کتاب حضرت خیر مظلوم کا مجموعہ ہے اور یہ شہداء کے مکتوبات
مختلف نے لکھے ہیں انہیں کے سامنے پیش کیا ہے اور ان مکتوبات کے درمیان
جائیداد اور قادی کے اشعار لکھے گئے ہیں اور بھی دلچسپ بنایا ہے اب ایک دوسرا مکتوب تحریر کر رہا
ہوں جو ان کتاب شیخ الاسلام کے بارے میں ہے۔ وہ ایک عقیدت مند حیرت انگیز کتاب کا پورا
توہم و تامل اور بھی ہے۔ ایک معجزہ اور تعلیم یافتہ بھی اس کے خاصے طالب کے حقیقی اور
عقیدت کا پورا اظہار کرتا ہے یہ خط انگریزی میں درج ہے جو اس طرح ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"Ajmer

"Reverend Sir,

"I take great pleasure in writing you these few lines.
"I wrote once before and my request was granted by God's grace.
Now I take a pleasure in writing again to you and hope that you are
quite well by God's grace. I am sending you the note by Tajuddin.
He is going to see you while at Lucknow on leave. I have a great
wish at heart which I wish to be done for me and I know you are
my only friend that can teach me the way and give me a gift from
your self and a small prayer to learn that will give my heart's desire
in good things. I do not know when I will ever be able to see you
that I will ask myself but I hope you will not be angry and send me
something by bearer of this letter that will be a token from your
hands. I hope you will pardon me and not be angry with me for
troubling you.

"With my best respects and wishes and may my father in heaven
bless you more and more."

انوار - شیخ الاسلام - صلی علیہ وسلم

حضرت شہداء اولیٰ نے اپنی اس کتاب شیخ الاسلام میں، بعض اہل
بحث و فہم کے جمال حضرت بو علی وادوات لکھی اور وہی سر قلم کو ہم کے پراویں اظہار کیا
ہے اسے بھی حقیقتاً انکار نہیں کیا ہے۔ پیادہ ریشہ سید انی مید اولاد علی وادائی مرمم حرمین
دیارست دوم چار ہے۔ ان کا یہ ترانہ بند جو حقیقت میں ان کی حسرتوں کا گونہ اور ان کے طوالت
کا مجموعہ ہے۔ اس حقیقت کے پند بظاہر لکھ کر دیکھو۔

ہو اللہ دادے علی اعلیٰ بناب احد حضرت میرا

خدا کے بھائی مالک دوسرا نہیں کوئی جانی خدا دوسرا

پیر دم تو مانو خوشی را

تو دلی حساب کم و بیش را

تو ہی دادے جن دہائی ہے تو ہی دونوں عالم کا سلطان ہے

بھی ویدم قول حیران ہے تو ہی سب کا حافظ تمبیان ہے

چہ دم تو مانو خوشی را

تو دلی حساب کم و بیش را

الطریف حضرت شہداء اولیٰ شہداء اولیٰ کے مندرجہ بالا تحریری تصنیفات و شہادت

الہی موسوم بہ لطائف القلوب مع الالہ طیبہ جاقب موسوم بہ درکھ اور شیخ الاسلام
اس کتابیات کا تو وہ مجموعہ جو یہ تمام اہل قلوب سے آراستہ ہے۔ ان کتابوں میں
حضرت شیخ الاسلام نے اپنے سلیس دلچسپ اور عام فہم چھانڈی والی اور سادگی کے ساتھ ہر
مضمون کو اپنے شیریں و سن طرف بیان کیا ہے کہ نہ پڑھنے والا پڑھنے پر تھکے آتا ہے۔ میرے
خیال میں حضرت کی یہ تحریریں جب تک دنیا میں موجود رہیں گی ان کا ہم بھی اہل دنیا میں
کے لیے رہنما رہیں گے۔

☆

خداوند پاک کی قربت کی ہے علامت فرمایا یہ محمد۔

لیل کر کے شام میں نے دیکھا اسی کی صورت چمک رہی ہے
اسی کا لہجہ ہے چار ہتھبہ اسی کی دھت دھت رہی ہے
تمہارے فیض قدم سے جاننا ہوا ہے سرسبز پاتا عالم
توہم اس گلشن چہلی میں تمہاری خوشبو جبکہ رہی ہے
نہ دور جانے کا چادر ساز وہ مہلت تمہاری ہے گھر و آش
کسی سہیں کی یہ لوگ مڑ گال۔ عمارے دل میں کھٹک رہی ہے
یہ بڑا عالم میں رنگ دیکھا کوئی ہے فطین کوئی ہے خیریں
کھنک ہے شہر فغان قری، کہیں پہ اہل چمک رہی ہے
جب طرح کی یہ مجلس ہے کہ ہم کو ہے انتظار پہاں
سکر کو جادو افروز ہمزہ اہل مرہانے یہ کہہ رہی ہے
بسی گلوں میں اسی کی ہے ہری و سوں میں اسی کی خزاں ہے
جہاں کے پرستے بندے لگے اوجھت اسی کی صورت چمک رہی ہے

فیضانِ وارثی۔ ص ۱۵

خداوند کے بعد رسول کا مرتبہ ہے اوجھت شہد صاحب وارثی عشق رسول میں بھی
مرست تھے اور مدید سوز۔ گوئی کا علم و نام اتور فرماتے تھے چنانچہ ان دو ان فیضانِ وارثی
میں گئی ایک لعل شریف چنانچہ میں سے روایت خزانہ نقل کر رہا ہوں۔

آپ جنوں میں کردار صحرانے مدید
و ادب نہ لگے دوزخ رضوں میں مراد
یہ بھی گئے کھنک تو کہہ دوں گا یہ زاب
لعل مجھے پتھر عمارت کا ہے کا
اوجھت نہ دے پھر مجھے کوئیں کی خزان
ساتھ میں ایک دوسری لعل بھی ملائی فرمائی

عجب خدام سلطان وہ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب قرآن، شرف تہم، صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن جو دینی رحمت، کلام اسرار، مگر شکست

یز و عظم، افضل و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
بلیم و اندس، سرور و سید، ختم و صل، محمود و محمد
صلی اللہ علیہ وسلم، صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب نبین، خیر و حمیم، سعد لیس، سرور ارباب
ہو، مشور، یز و عظم، صلی اللہ علیہ وسلم
اسے عربہ پائی، اب عربہ مولا، اوجھت کی ہے اب و خزان
یہی قرآن ہے اور کھنک ہے ہم، صلی اللہ علیہ وسلم

پور الہی، اشرف و عظم، صلی اللہ علیہ وسلم
عقبر فاتیما، عجم صادق، لہر رقی، محبوب الہی
اشرف قوم قرطیب، خیریت عسف، رنگ سیم
مظہر وقت میر برسات پائی، کامل کس شایستہ
اوجھت بزرگی من کے لعل اوجھت ام کی مرمت چیتا

لعل اپنی رت تھیں یہ صلی اللہ علیہ وسلم

لعل نہ یہ روحانی اوجھت شہد صاحب وارثی نے خداوند کے بعد مرزا انیس
تصنیف کی۔ ایسے شعر یہ ہے حضرت علی کی شان میں ہے، قصید کی ہے، ان کو بھی لعل کیے دیتا
ہوں۔ دھت فرمیں۔

خداوند ہم پہ لیا خوب نام شیخ خداوند ہے
جوان لعل سب کہا صید ہم پھر اس کی آواز ہے
خداوند کا ہم بھی نام خداوندی رات چلتا ہے

خداوند ہی ہے حق خداوند ہے در خطاں ہے
حق مانی، ملتی اہل، ملتی کوئیں کا سرور
ملتی بچوں کو دولت ہے غلی و غلیہ دیر
ملتی کا ہم بھی نام خداوندی رات چلتا ہے

خداوند ہی ہے حق خداوند ہے در خطاں ہے
خداوند ہے ملتی کا حق کوئیں قرآن میں
خداوند ہے ملتی کا حق کوئیں قرآن میں

ہی اور اس کی پینے پر کھانا میں حکمت کی غلطی نے اس عریض کی جگہ میں
علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

صاف ہے ہے کچھ جوں ہے روز ظلال ہے

ہی کا ہم ہم حضرت طلاق عالم ہے علی کا ہم عالمی زینت مرثیہ مہم
ہی کا ہم زخم دل کے خاطر گیا مرثیہ ہے علی کا ہم جس آویز ہے پھر کیا ہے غم

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

صاف ہے ہے کچھ جوں ہے روز ظلال ہے

نہیں ظلال جوں کو ہے قیامت گور کی منزل جہاں عیاں کے دست ظلال کا رنگ ہے اہل
سرافت رو کی ہے ہر نصیب ہے اس کا مل کمر اک یا علی کہنے میں آساں کوئی منزل

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

صاف ہے ہے کچھ جوں ہے روز ظلال ہے

نہیں دہشت و دہی علی کا ہم یہ باتوں کے علی کے لخت دل حسین مرثیہ ہیں غلوں کے
علی امیر دہم و دہشت ہے نہ انوں کے وہی گھر کے ہیں سب ہمارے وہن مکرانوں کے

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

صاف ہے ہے کچھ جوں ہے روز ظلال ہے

ہی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم عالمی زینت مرثیہ مہم
علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم جس آویز ہے پھر کیا ہے غم

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

ہی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم عالمی زینت مرثیہ مہم
علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم جس آویز ہے پھر کیا ہے غم

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

ہی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم عالمی زینت مرثیہ مہم
علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے علی کا ہم جس آویز ہے پھر کیا ہے غم

علی کا ہم بھی ہم خدا کیا راستہ جاں ہے

تنبہ کی ہے۔ ملاحظہ ہو
قیدی بنا کر لے چلے جاوے کو جسہ اہل شہر نیکی سے لگے نہ لگنا پٹ نام اتی

بڑبڑ کی جاب دیکھ کر کہنے لگے ہاتھ نہ اکت یا روح العبا یوحا ہی اوص العوم
بلغ سلاخی روضۃ فیما النبی المصنوع

اس وقت عالم کا میں دلہنہ ہوں یا سیا کہتے ہیں جس کو سیر انہیں کو دنیا
رنگ نہ کہیں وہ محبوب تھی ہم نہ ہاں وہاں شعی النعمین حیدر علی الدجی

من ذلک فیروز الہدی عن کفایت الہدی
دل جہاں علم کا پہلو کوئی چھوڑا نہیں بیاں الی بیت کا گھر کر کے نہ اسے نہ

ورہا ہاں میری نظر نہ آجائے نہیں بلوحت اللعالمین الت شیع العنیں
ادولک لنا یوم کحلون فضل وجود بالکرم

یہاں سے آئے کرہاں مدت افسانے جاگزا جاس سے دوری ہوئی آئیر دہلی سے ہر
تیرم شہر سے ہر ایک دہلی ہوا اکہادہ معروضہ میں سید جہاں مسلح

طوبی لابل بلدۃ فیما النبی المصنوع
عقل سے بھویدار کو دل لے لے شامی نہیں بوقت گھر کے بار سے اسرا اور مکت نہیں

لکھ بھی ہے پاؤں میں امتد کیے ہیں الی نہیں بلوحت اللعالمین ادولک لہیں القادین
محموس ایدی المصلح فی العوالم والعزیز

ادولک شاہ ارثی کا سلسلہ وار لہ نہ یہ اپنے ہی دعوے قبلہ ملیں صریحہ سے لہانی
اور جاں نثار دے تھے وہ انہیں کی محبت دل میں جڑی ہوئی تھی اور ان کے اشعار نہایت چاہا

گرمے تھے نہ موت نے درد غازی میں نہ آجہ غریبہ نے ان کی اسل قدر قیمت ایسے اور اس
کعبہ دہانی نے اتوار سے بنے ہر صیت و لیلی تریب مرثیہ الملم کے بانی ہر صلی نہیں ہر صلی

وہاں چہ قیادت واری میں مرد و نعت کے بعد اور حضرت علی کا منقبت اور حضرت امام
زین العابدین کی غزل پر انہیں کے بعد نہ جی ملی نہ وہ مراد ہر پتہ کی شان میں ہے۔ جس

سے نہ لے دہان محبت اور تجلی تعلق کا پتہ چلتا ہے گویا حضرت امام علی کا فی الشیخ ہو گئے
تجلی ہاں میں صبر سے ہی یہ غزل

اُمّی بس دم لہوں پہ دم ہو، نہیں ہو صرف ثنائے وارث
 کہ دل میں تیری وصال وارث، تو آنکھ کو تھائے وارث
 یہاں میں اپنی نفرت گرسے پڑا دلا خوشرو حسین لاکھوں
 مگر نہ دیکھی پہ شان و غرلہ، جدا ہے سب سے اوائے وارث
 نہ پوچھ واعظا کارا مشرب، نہیں ہے دیر، حرم سے مطلب
 زمانہ گزرا جو کر کے بیٹھے ہیں، ہیں ایمان فدا کے وارث
 کہاں کا پرہیز گار، کیا خدا بھی پوچھے تو صاف کہہ دیں
 تاملت ہے عشق وارث، تارا ایسا دلانے وارث
 جو سب کی عقل پر کام آئے، کرے غریبوں کی دشگیری
 لگائے جڑا جڑ پاد ہوگفت، نہیں ہے کوئی سوائے وارث

فیضانِ وارثی صفحہ ۱۲

جیسا کہ وہ ہمیشہ شہیدِ وارثی نے انکسٹ شاہِ وارثی کی شاعری کا واحد مقصد پیر
 مرشد کی توجہ مبذول کرنا تھا ہے لہذا حضرت کا یہ دیوان "فیضانِ وارثی" سرکارِ عالم پتہ کی
 تعلیمات کا نظریہ ہے۔ چنانچہ فیضانِ وارثی کے آغاز میں کچھ سلام ہیں جو سرکارِ وارثی کا
 خدمت میں عرض کردہ تسلیمِ ازل کے چند اشعار لاکھ ہو رہے۔

تسلیمِ اول

السلام اے شاہِ روزِ ولست کردہ حاکم را دچشم باز صرت
 وقت پاکت اسوۂ اسلافی بہت مستثنیٰ من الاماخبار
 السلام اے صاحبِ ربِ علیک انت حسی انتالی مع الودیع
 السلام اے یادگارِ مصطفیٰ السلام اے دلا دارِ مرتضیٰ
 السلام اے مکتبِ شانِ رسالت السلام اے دلتِ چلتا بتول
 السلام اے کتابِ ستمی السلام اے دلتِ ارطہ سخن



السلام اے مجددِ علی حسن
 السلام اے خضرِ رہِ مستقیم
 السلام اے سوئے بیٹائے عشق
 السلام اے غیرتِ خود شہد من
 السلام اے شمعِ طہر عاشقان
 السلام اے چادرِ ساز و نادر
 السلام اے سرورِ ذہنان من
 السلام اے سولہ شہائے عشق
 کاشفِ کتبہ حقیقت السلام
 السلام اے سیدِ آسمان من
 کیمتِ ولست آنکہ ہم خدا
 مردِ میدانِ ولا فرو فرید
 سخی آیت رب العالمین
 صاحبِ مرتبہ، حکیم عشق جی الی تسلیم
 وارجم رحم علی اعلیٰ و دلتِ ارکنا انظر حالنا
 من سقیم و تو سہائے زمانہ کن گاہ لطف اے جانِ جہاں
 تھے دیدار ہیں اہو کہیں چشمِ گودم را بہا ذہین الحقین
 بدو اوگفت فقیر کہے تو
 داور امید کوم از غمے تو

تسلیمِ دوم

سلام علی شریحِ آیات حق سلام علی دامنِ کائنات حق
 سلام علی درجہِ جلیل سرافرا و عہودِ رب جلیل
 خیرہ و سرِ طیم خیرہ کر دلق علی کلی ثقی قدم
 سلام علی دلتِ دارِ رسولی سلام علی مہندارِ جوان



سلام علی آل خیر الانام طیبہ بالسلوة و طیبہ السلام
سلام علی خاتم ذوالجلال سلام علی بدر اوج کمال
سلام علی رونق کائنات سلام علی مہر چرخ عقاب
سلام علی نوریت اللہ من سلام علی جنت اللہ من
حقیقت ہمیں حق رسید تو کی شرف یافتہ برگزیدہ تو کی
سلام علی سرور اولیاء سلام علی سید الاملیاء
سلام علی واقف راز عشق خبردار انجام و آغاز عشق
سلام علی صدر لؤلؤ عشق سلام علی سرور میدان عشق
سلام علی ما سکھان من سلام علی دکن ایمان من
سلام علی لڑائی کشی من سلام علی وجہ ہستی من
تو کی مہمت و مہر محشر تو کی تو کی وارث + بندہ پرور تو کی
دعائے تم و درد پیمان تو کی مسیح لیل خضر دوری تو کی
چہ نسبت سرا پا تو بے پایہ ام کہ تو ہر تاجدار و من سایہ ام
کیا تو کہا جگہ دینی من کہ نہ ہیبت است ہستی من
تو اصل وجودی و من عدو ام نظر کی کہ ہیبت سرانجام ام
دو کی دہر نام امت گو بدشمار گر قسم مگر دامت استوار
چہ حرمت خورشید بندہ نواز دہلی را چہ لہر دل را نیاز
دگر ایضا از توی خواہم ترا خواہم ہم ترا خواہم
نہ از دل و نہ یاد گیسو تو نہ تو ہم در یک در یک دو تو
نہ در در دم و نہ جان و نہ ہوس فراہم نہ دست طلب چو کسی
کامت چہ سلام از تو کیل ہم از کرم دار جان فویش
کیا ہے ہیبت گردن از
نشان نہ تو کی بندہ نواز

تسلیم سوم

اے مومن و مومنہ مددگار و چادر ساز پیشِ سلام را بگو ارم بعد نماز
مدد سلام مظہر شاننا الہ منین مدد سلام دارل عالم ہنہ منین
مدد سلام بکھنور شدہ زمین نور خدا و وارث میراث بہشتین
مدد سلام زمین خستہ و لمول اے مظلومائے خلق خدا وارث رسول
اے آفتاب برج شرف مدد سلام اے غیب و میر نبوت مدد سلام
مدد سلام تکریمت مسطی ولفظ تو نموت اطلاق مسطی
اے مالک مقام رضا مدد سلام اے وارث شہید دنا مدد سلام
مدد سلام زر فلان عاشقی مدد سلام گلستان عاشقی
خضر زمان و پادشہ آفاق مدد سلام اے ناخدا اے مظلومی عشاق مدد سلام
مدد سلام بہ یزاد اشتیاق وید جلوہ نما کہ جان حزین برہم رسد

شایا فرق دیبہ دریم الفیث
تورہ چائے خلق کشیدیم الفیث

تسلیم چہارم

سلام اللہ مولیٰ کہ را نے حق نما داری سراپا حسن محبوبی و شان مسطی داری
سلام اللہ سے نور حقیقت لست علم دور کثرت چہ حیلہ کرتی صورت آدم
گویم آئینہ مظہر است لہا ہستی مگر چوں صورت داری نشان ہے نشان ہستی
سلام اللہ اے قہر چہاں چہاں ہماری گری اے لادار زمان خویشی نام حیدری کردی
ہمہ کون و مکان حقیرہ دار مدد سلام اللہ امام و پادشہ حرور و سرور مدد سلام اللہ

سلام اللہ ہے فرخندائے کشور خوبی
سلام اللہ ہے عسائی و درانی چارہ ساقی
نہ دارا غلامی خواہم نہ حیران جنگل خواہم
چلے غزو جلالت وادب من وین پند من
مگر کسے کہے تو آگشت لباسی بیجا وادب
ندوم ذوق رندی نے خیال پاکدہانی
مرا وچ لفظ خود کن چہ ہر رنگ کہ میدان

سليم

السلام اے مطلق نور وحدت السلام
 السلام اے دکن احوال باعث جود من
 والسلام اے یلغار علاج درد و حزن
 قلب عالم دارت و غمت و سجد السلام
 رجب عالم پرتو حسن رخ نگین تو
 السلام اے عالم علم حقائق السلام
 والسلام اے عالم مدار منازل السلام
 صاحب تسلیم اکمل سالک صراط حقیق
 والسلام اے باعث آہم و تسکین السلام
 واقف باصمت و سفاقت از چشم پر
 کسب کائنات و خیرات ما دھر حاضر و غایب
 حضرت لوگوں شاد صاحب وارثی ہے
 حافظ خیر الہی بھی موجود ہے۔ اگر ہاتھ نہ لایا تو دل سے چاہے نہ ہر حال فرمایا۔

۱۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ
 صلہ رحمی کرے گا میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنواؤں گا۔
 ۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنواؤں گا۔
 ۳۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنواؤں گا۔

یاد پدر آسمی روزگار آن یاد چو
 جبهان چو یاری نماید
 طرز دلداران نماید
 آسم و قارون را یاد چو

روز و شبت نہ دکھائے کوہ و دشت در در بحر چہ ہوں میں آوازہ بخت
 ٹھہری دوری میں ہے وہ رنجِ حیات کامر ہر سحلیٰ غم چوں زہرِ مہکت
 ہزار غمیں دیکھہ خوبصورت ہزار پر

ایسی بھی ہوگی بڑی فکر ہے کم ہونے والے طبقوں سے یہ ہم
جو روا داری ہوگئی وہ مجھ کو سمجھ میں کہ لا حصر رقم ہے پانچ سو
چار سو آپ چھ سو چار سو

مذہب ہے غربت میں بھنی یاد وطن دوستوں کی ہے مجھے فرقت سلطن
کسی طرح بھولوں محبت کا چلن مرچہ خدایا ہر گز اکہ اور صحت
از من ایشیاء اہل زمانہ یاد چ

سب نے کہا: قاجار کو ہوا عقل ہادی کا تجربہ ہے ۱۰
خود سرکا میں = ہا آخر ملا جلتا عشقم دریں دم ۱۱
کوشتی آہا حق مژدہا کی ہا

دیکھئے! اگھٹ ہونا دلی کہہ رہا ہے۔ کسی ایسی سے کہ دل ہمارا ہے کہ
دل دل میں سے کہوں بڑھ رہا ہے۔ رہ جاتا ہے۔ پھر اسی حالت میں
اے دنیا! جہادِ دلی! یا

حضرت مولانا شاہ ادراسی نے علامہ اقبال کی طرح ساقی کو بھی تمکین سے ڈھونڈ لیا۔

سہ ماہی نامہ

پھر لعل یار اپنی ساقی پھرتی ہے تری اپنی ساق
 اپنے دل سے قرا درام غلامے اور شراب کا جام
 سبوں پر سے وہ خواہ کسی کے در سبکدوش سے غلام جس کے

کرتی ہے نہ دم زدن میں سرشار
ساقی جسے کہنے جیسا دھواں دھلے
راستی ہے جو تیرے پاس وہ سنے
پچے نیما جو ذوق اسکی وہ سنے
جو روز الہیہ مجھ کو دی تھی
منصور نے جو شراب پی تھی
جو چشم پر آب کر دے وہ سنے
ایمان کو شراب کر دے وہ سنے
مٹ جائے ہوئی یہ راستی آئے
یہ دہرہ حرم کا دھندل چھٹے
بانی رہے شر نہ خیر نہ سنے
اپنی کو بنا دے غیر وہ سنے
جو خوش خودی کا دور ہو جائے
بے خود رہوں نہ سرور ہو جائے
جو دم رہے اضطراب وہ سنے
جلی بھی کے ہو دل کباب وہ سنے
وہی کو کیا جلیل جس نے
لاکھوں کو کیا ذلیل جس نے
ہوتا ہے سرکہ جس کا سہ عد
سرکہ کو جلا جس نے سرد
راستی کو دیا طریب جس نے
جنتوں کا لیا کلیب جس نے
جاتا شیکا جس کا عمر بھر جوش
جس نے کیا کو کین کو مدہوش
لاکھوں کے مجھے نکالے جس نے
یوسف کو کوٹھی جھٹکائے جس نے
شیریں کو ہلا نہ جس نے آرام
لٹی کو کیا ہے جس نے بدام
جو جس کے سب سے شور و آہم
کہتے ہیں جسے عدوئے عالم
ہوئی ہے خاص کام جس کا
اور دشمن جاں ہے ہم جس کا
یکتا ہے جسے محبوب جس کا
اور دشمن بھی نہ خطاب جس کا
انہ سے کا پلا دے جام ساقی
دکھتے کا ہا دستہ ہم ساقی

حضرت جہ العزیز علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی کام اتنا بڑا
ہوئے کہ وہ تیرا کیا ہے میرا کہ میں نے یہ نہ کیا کہ وہ تیرا کیا ہے میرا کہ میں نے یہ نہ کیا
جسکے ساتھ خوشی ملے وہ تیرا کیا ہے میرا کہ میں نے یہ نہ کیا کہ وہ تیرا کیا ہے میرا کہ میں نے یہ نہ کیا
کی چہ مشیور لکھیں یا فرشتے نہ کہ میں نے یہ نہ کیا کہ وہ تیرا کیا ہے میرا کہ میں نے یہ نہ کیا
اور میرا کہ چہ چہ ہے۔

توئی تمہیں تیرے ہوتے دیکھتے تیرے ہوتے دیکھتے
توئی تمہیں تیرے ہوتے دیکھتے تیرے ہوتے دیکھتے

کراستے یہ بھی ہے جو مٹاؤں کی
کہ زہد نے وہ مٹاؤں دیکھا
مکھوئے کے مذہب شاکب ہے
جو لعل شرب رنگہ دیکھا
ہوئے سرشار و بخود شیخ صاحب
کہو فیض وہ بخاند دیکھا
نہا شاپ ہے نکا کہتا ہوں زہد
اتوں میں جلاؤ ہاتھ دیکھا
دی حضرت نہ سیر اوکال کی
شہزادہ کا جب کاٹنا دیکھا
تھا ہونے میں بھی اس بت کے اگھٹ

عجب انداز معشوقانہ دیکھا

جہاں میں جہاں جس کو ہم دیکھتے ہیں
ہمیں کو تمہاری تم دیکھتے ہیں
ملکہ تیرے یہ چشم حقیقت تراشے وہ ہر
جہم دیکھتے ہیں
برابر ہیں ہمہ ا مسلمان ہم کو
زبان کسی کہ نہ کم دیکھتے ہیں
تیرے عاشقوں کو نہ دوزخ کا ڈر ہے
نہ حسرت سے سوئے دم دیکھتے ہیں
طیروں نے سمجھا ہے کیا یہ قاش
میر کی نہیں کیوں دم بہ دم دیکھتے ہیں
نہیں بند ہے باب احسان دھرت
ہم ان کا ہمارہ کرتا دیکھتے ہیں

لڑی ہے کسی گل سے کرا آگے اگھٹ

تسلیں حشر و چشم نہ دیکھتے ہیں

مرے مر جہیں نے بعد ازاں جو قلب دے سے اٹھایا
جو شانہ تھا کبھی ہوئی تھی وہ شانہ کبھی کو دکھایا
ملاشبہ جو خواب میں وہ حسین یہ کہا تھا ظلم کی حسرتیں
چہ بھائیہ باز کرنے کی پہل یوں کہ مجھ کو چکا دیا
میں اگرچہ خاک میں لی چکا مگر ان کے دل میں لید تھا
مر نکھن قہر بھی دھڑک کر موتے سنگدل نے مٹا دیا
چھینے لید و حرم سے ہم سوئے خواب وہ جو خیال تھے
مجھے ساتھیائے بے غری کا وہ جام کرنے چا دیا
تھے ایک اور بے خوش ادا پوری آگے ساری غول سے
وہ جو یہ راہی تھی صورتیں انھیں ماف دلی سے بھلا دیا

یہ دیکھا نام با کے م نے ہر جہاں میں
کہیں کاش ترقی ہے کسی جا، خسی ہر جہ
نے دیکھا اسے گناہ کیا ہے جہاں نے
بے کی جان کیوں کر آگے بھی گناہ کی گناہ ہے
بیز ہر جہاں وہ دیکھ لیں ہے قصور میں
حرف آخری گویا ہے جوں انوش مکمل ہے
کو بے گناہ ہے کوکبت جناب شہادت نے
مجھ میں خود بھی آئی ہے لیک اپنی حوصلہ ہے

☆ ☆ ☆

گلی میں ہر رنگ مر جیس کے عجیب یہ انقلاب دیکھا
نہاد ہمد کو چھتے دماغ کو ہم نے پیتے شراب دیکھا
فنی ہے وہ سمت ہر میرا ہے اس کی سرکار لاؤ پل
کبھی کرم ہے کسی پہ بے حد کبھی کسی پہ عذاب دیکھا
دیکھتے ہم ہیں اندھیرے گھر میں نہ فرش ہے اور نہ کوئی یاد
جو آگے جھکی گئی ہر کی شب تو یہ پریشان خواب دیکھا
طاہر عشق تھا کاشمیر کہ ٹھوکریں کھائیں کھینا کھینا
دیکھی زیارت کا دار الگ ہے، پوچھتے کیا ہے عذاب دیکھا
انکلا بیضا حق صبر ایست کہ چپ کے فیروست ہم گنا پیچھے
نصیب جائے تو آقا ہم نے گناہ کو بے عذاب دیکھا
۱۵ رات نے بیگنوں کو بھلا قہر سے بلند میں دیا
تھر تو آتے تھے پچھلے دوسے انگلیں کو بحر آفتاب دیکھا
لپا ہے جس دتا سے ہم الفت گئی نہ وہ بحر کو گن پلا
کہ ہم نے کوکبت دل حیرت کا ہونہ ہر عذاب دیکھا

☆ ☆ ☆

گلی کو ہاتھ چھو رہا ہر شاہ جہاں دیکھا
کئی زبان بھی دیکھا کوئی جسے تو اند
یہ ترقی آگے ہے وہاں صحت و رفاہ ہے
لہ جہ بھی نہ چھوڑا ہے وہاں ہے
ماتہ بے گناہی نہ آگے ہے ہر پل
یہ ترقی ہوتی ہے ان کی آگے ہے ہر پل
گلی کو ہاتھ چھو رہا ہر شاہ جہاں دیکھا
کئی زبان بھی دیکھا کوئی جسے تو اند

زیادت کی کسی نے دیر کی تھی گویا کوئی
ہم اپنے گھر سے جب لوگتے تھے رات کا دورو کی

☆ ☆ ☆

دہاں وہ جہاں ہمارے ہے، میرا ہے، وہاں ہے، جام شراب ہے
یہاں میں ہوں، سوا فرق ہے، مرا ہے، تم سے کیا ہے
وہ جا کا شہید ہر ہے کہ جانا ہے اور یہاں گئی ہے
یہ اپنی کا جلد ہے چار سو گھر اس کے رخ پہ عذاب ہے
یہ غضب ہے دیر و حرم میں سب کریں تک بڑی تو لیک ی
پہ ہے ہے دماغ خور، غرض وہ شراب ہے یہ عذاب ہے
پھر مانی پاتھ جو ہر ہر ہے، یہیں مٹائے گا یہ گھر
وہ دے سکوت میں دیر تک، لپکا کھانا کھاتا ہے جواب ہے
کے حسن و عشق میں بحث کیا نہیں راقف کوکبت ہے لہا
یہاں کہ عجب عشق میں ان کی اس کی لپکا کتاب ہے

☆ ☆ ☆

کہیں گئی ہیں لامکاں بھی نہیں ہیں کسی بے نشان کے نشان بھی نہیں ہیں
بہیں ہر گناہ نہیں ظہر ۱۱ انہر
کہیں عشق ہیں اور کہیں عقل دلہر
قوی بھی نہیں باتوں بھی نہیں ہیں
کہیں صورت عہد میں ہمد کسے
بہیں عقل کثرت نہیں میں وحدت
بہیں ہمد ہیں، بہیں اس کے سنی
بہیں بھی، آواز باتوں بھی ہم
کہیں عقل آدم کہیں اس کے شیطان
بہیں بت پرست وہ نہیں بت حکم

۱۱ کا کا میں کیا ہو کوکبت
فہم بھی ہیں اور اس بھی نہیں ہیں

☆ ☆ ☆

دراستہ نہیں کہا کسی کا
حیروں کو جہاں میں کون پوچھے
میرے بیت کدہ میں ہم کو ماحول
خدا شاہد نہیں قصیر میری
عنا ہے کئی کل دیر دھرم میں
تصور میں سدا رہتا ہے اوگت

☆ ☆ ☆

شفہ دار شرہ ہر بھی ہوں، لور بھی ہوں شوق و در بھی، مینوئی بھی ہولہ اور طور بھی ہوں
قید انسان میں بھی رہتا ہوں تو بھی مگر گہاں کے قریب ہوں بھی دور بھی ہوں
بائے شرہ بھی ہوں، بل دقا بھی میں ہوں شکی مشق بھی ہوں عاشق و مجبور بھی ہوں
خود کا حق کہا خود قل کا لفظ بھی دیا کاشی شرع بھی ہوں، دار بھی، منصور بھی ہوں
شوق و وصل بھی ہوں ہے کرشمہ میرا جگر میں باعث درد دل رنجور بھی ہوں
توئی ہمارے شگفتاں میں بھی ہیں ہوں بگر عاشق جاہل کا ہوسر بھی ہوں
در وادش کا گدا ہا مجھے ہوگت کہہ شاہ
شکی اور دلش بھی ہوں غیرت خور بھی ہوں

☆ ☆ ☆

دیکھ کر اس بند کو سنا کیوں نہ ہو
دیکھتے ہیں دیکھتے دیکھتے
جس نے پھوڑا دینا دینا کا خیال
ہو دیکھ کر دیا حضور نے
کل کی الہی حقیقت جس نے
جس نے دیکھا چشم حق میں سے
آئی مانتے ہا ہوسر سے پامند
و ہر آستے میں ہا تو یوں نہ ہو

☆ ☆ ☆

لحرم کیسی فقط بیکہ قہار
بلخ فردا جس کو کہتا ہے
کیوں نہ لے لے عدم سے دنیا میں
ہو آتے ہیں وہ شباب کے دن
ہر مروں بھی ہر کا فہم ہے
ہو محبت کو دل گئی کجے
غیر کے ساتھ اس لیے آئے
مگر میں اللہ کے یہ رہتے تھے

ولی تجھ در پہ شاہ دوست نے

دور ہوگت کہلاں لکلاں تھا

☆ ☆ ☆

عشق دہر ہے خواہ ہے عشق
عشق کیا ہے یہ کوئی کیا جانتے
عشق رہتا ہے ساتھ عاشق کے
عشق ہے زیب ہر کون اور سلطان دوسر ہے عشق

عشق کو کوئی کچھ کے اوگت

پہ شاہ تو رہتا ہے عشق

☆ ☆ ☆

میرے یاد آگھوں میں حسرت بھی ہے
خدا کی میں ہے یہ ہی بت کا جہاں
کہا وہ ہی حضور نے مرتے مرتے
ہو چم فلم دل ہو چلوں مظهر
مری قبر تک اس مرے دل نے
در شاہ دوست پہ دم نکلے اوگت
قنا بکے اور حسرت نکلا ہے

☆ ☆ ☆

کوئی نظر نہ وہاں میں یہ جگہ ہے فریقِ خدا کے قبر سے کچھ کم نہیں ہائے فریق
ہلاک دم شہداء افسانہ آہلِ کرب سے نہ ایسا درد نہ غم ہے کوئی سانس فریق
بزمِ صدمے بن کر ایک حجر کے غم سے خدا کی کے نہ دھن کو بھی دکنے فریق
کھنڈن ہے نیا مت کے دانے سے ٹکری شب کوٹا چلا نہیں کر سکا اچھائے فریق
کچھ غاشق غمگین کا دھند لگتا ہے خدا نے کی ہے مقرر کیا غمگین فریق
سارے شربتِ دیوار یاد اسے نوگتہ
جہاں میں اور نہیں ہے کوئی دوا ہے فریق

☆☆☆☆

ماہِ شمس کی چٹنی میں یہ گلاب سے بھری کو مجھ کیا جان کر خدا ہم نے
یارِ سب نہیں کچھ خطر کہ روزِ امت اکی نہیں سے کہا قابلِ مہنی ہم نے
خدا کا حق سدا جب نصیب اسے دلا کہ دلوں کی پہلے خدا خدا ہم نے
نہیں تو کنگے دلوں میں جو علم و حکم تمام غم میں لگی ہے اک وقت ہم نے
شاہ ہے کتنا فنا نوگتہ کہ دیکھا دیکھا بھی
شاہِ حضرت وارثیؒ پہ کر دیا ہم نے

☆☆☆☆

(۵)

وارث گن پرکاش

حضرت دارالرحمن جانی اوگتہ شاہ صاحب وارثی کا ایک دوسرا مختصر دیوان "وارث
گن پرکاش" ہے۔ فیضانِ وارثی کے ساتھ ہی ساتھ وارث گن پرکاش کی شاعت بھی ہوئی اور
مکمل دیوان کی پہلی اشاعت ۱۳۴۵ھ میں بہرام مسیح ملک جلی سکیم محمد امجد خان صاحب وارثی
دہلوی نے کی۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں زیرِ انتظام فقیر حیدر شاہ وارثی المعروف اختر میر ایڈوکیٹ دہلوی
دہلاؤ سے ہوئی۔ تیسری بار جب ۱۳۶۰ھ میں مولانا سلیم الدین احمد دارالکتاب اسلام سنٹ
نور پور سے فیضانِ وارثی کو چھپوا کر اس بار بھی اس کے ساتھ وارث گن پرکاش بھی چھپی تھی
اور جب چھپائی ۱۳۶۳ھ میں پھر آخر میں ۱۳۹۰ھ میں دارالرحمن فیضانِ وارثی شائع ہوا تو اس کے
ساتھ وارث گن پرکاش بھی چھپی۔

حضرت نوگتہ شاہ صاحب وارثی کے اس مختصر دیوان کی شہرت صرف ۳۵ صفحات
پر ہے اور تقی ۲۱۴۳۰ ہے۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ اس دیوانِ دولت گن پرکاش میں ہندی
روپے تین روپوں کی طرف اشارہ دیا کہ توجہ دلائی جاتی ہے۔ حضرت نوگتہ شاہ صاحب
وارثی اپنے ہندی دیوان کی بدولت کیرالی، مہاراجم خاٹھال، ملک محمد جالندہ، رستم شاہ
دارالکتاب رامپور کے ساتھ کڑے کیے جاتے ہیں۔ اسے لکھتے ہی میں حضرت نوگتہ شاہ
صاحب وارثی بہت کامیاب فن کار ثابت ہوئے ہیں۔ اور ان کا مکمل دیوان کی حدوں کو چھوڑتا ہے
نظر آتا ہے۔

حضرت کا یہ دیوان "وارث گن پرکاش" پُر دور میں مقبول خاص و عام رہا ہے۔ عام

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

(۱۷)

داگت ہر کو چار انگلہ اسوٹ ہے سنہار
نہل میں چھوٹا ہوتا اس کا نہیں بھار

(۱۸)

داگت گما چاک میں ملا نہ دو کرتار
گر کی دیا سے دیکھ چڑا لئی ہوئے شکار

(۱۹)

میں تھرا دل دولہ کا سہا کرہ دن رات
تدو داگت نہیں گنتا کی ہوا ختم کا شکن

(۲۰)

اکہم سند پاپ کا پوچھا ہز پلس منہ ہار
داگت گرد کا دھین رہے کرہی کے ہزار پار

(۲۱)

گن ہوتے نہیں کے چیلے ختم کا پاپ
مت گرد کے کام کا داگت ہر دے والا پاپ

(۲۲)

گرد تار ایک ہے اور بچہ تار ایک
کرہی کے سہا ایک کی گرد ہر راکے ایک

(۲۳)

اچھا لکھ کر ڈی نہیں ہر دے میں دینہ دیال
داگت چک میں دسی آدھی ہوت نہیں کھال

(۲۴)

آمن مارو دو پدھا چھانڈو اپنی سندھ ہرات
نہیں کے کا کٹ میں پر ہوا داگت کھیر نہ ہات

(۲۵)

پانی کھوں تو بھول بڑے تھا کہے آکیان
ہنت ہیں وہ بن کہے خیم چر بھان

(۲۶)

نکس نہ پلا خود نکات پیگ پھرا چہ دلیں
سائن کا کر دوار میں سبیل کہیں سندھیں

(۲۷)

خیم ترے سنگ ہے ہتا راج سہاگ
تم نہیں تو کچھ نہیں تم ملے تو جاگے بھاگ

(۲۸)

مائی ہیا تھن کرہ دے نہ سوچ پاپ
اکھ میں سکھ میں نکس میں کھڑا کھن تہد

(۲۹)

خیم سوٹ سندھ سی پر میں بھی قری ہوں
بھولے بچے آکھ نہیں کہی تو بھرتے پاس

(۳۰)

ہر کہیں اور کہیں نہیں اور دے پلے ہی بھیں
ریسے یا ہر پلے کو کھیلا کہاں سندھیں

(۳۱)

اوجھت ہوگی وہی گئی جو اپنی سدا میرا ہے
میں ان دے اور دھین رکھے اور سانس نہ خالی جائے

(۳۲)

یوڑی صورت میرا کہانے میرا جوہن
اوجھت اپنے میر کی صورت کو پہچان

(۳۳)

میں لہن کا چھہ من لے ہاتھ مرو کا تمام
جگہ کی مٹا من سے چھوٹے میں کے اوجھت رہم

(۳۴)

میں میرا کہانے کہ پوئی مجھے سب ہا
اوجھت ہاتھ لپا رہے ہاتھ کے ورہا

(۳۵)

جوئی ہوگ کہ کرے جوہن ہاتھ مل جائے
اوجھت دھین ہاں ہے کہ میں میں لہن نہ آئے

(۳۶)

دیکھتے پخت سدا ہوئی حلت سدا ہک
پہن کا ہکلی ایکہ نہ پتا اوجھت چار اوجھ

(۳۷)

اوجھت ہوگ کہ گئی کہ میں میں کی آن
پہن دھین دھین ہے کہ کہ دھین کی ہاں

(۳۸)

رو کے ہم کاسا اندری دل کے سدا
سدا کے جب دھین کہے میں تو ہے اپنا

(۳۹)

ہاں جوگ تپ تپ تپ سے نرگن ہوا نہ کوئی
اوجھت مرو دیا کریں تو پلی میں نرگن ہوئی

(۴۰)

اوجھت جلم میں ایک دھین ہو ہے ہر
پہن آگن میں جلے پرکھا دن میں سدا ہا

(۴۱)

سدا ہو اوجھت سدا کو سدا گئی کہے سب جوگ
اس اوجھت میں کلائی نری ہاں جوگ

(۴۲)

اوجھت سدا کو آج نہ لائے چلت ہے سدا
سایں دھین ہے کہ نہ آئے سدا چلت ہے سدا

(۴۳)

ہو جن میں یہ دھین رکھے کرت ہیں پر ہو جوگ
اوجھت ہوگی دھین نہ چائے کچا ہے ہوگ میں جوگ

(۴۴)

چلا کاں ہے ہاں کہ گویا جی سدا ہو لوگ
چلا سدا کے اوجھت تپ ہے پورا ہوگ

(۳۵)

سائیں کا گھر دور ہے اور سائیں من کے تیر
سائیں سے تیر کے دوگت وہی فقیر

(۳۶)

کھانے کے اشیان سے گلیس کے سکے پاسے
پریم کد میں لکھا یہ ہے جو اترے جل پاسے

(۳۷)

دین اور جری ہانڈ نہ لگی تاکہ میں ہیں ہزار
دوگت و حرم یہ راگنا گرو کریں تیار

(۳۸)

پریم گھر شا کام نہ آئے دھنیا و حرم بدھ لانا
سائے من پنا کہا کرد تو ملیں کرشن جبراج

(۳۹)

سندھ ٹاٹا گپہ آ کے راکھ شہر تا اک لہو
دوگت جوگی چن جلا پھر د پھوڑ پھر دوس

☆☆☆

دوگت کی پہچان

دوگت شاہ وارثی کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف کی تحقیق

جیسا کہ میں لاپہ بیان کر چکا ہوں کہ حضرت دوگت شاہ صاحب وارثی ایک کثیر
التصانیف بزرگ شاعر اور مصنف تھے ان کی مطبوعہ نثری کتابوں میں و شحات اللہ اس موسم بہ
لغات القدس حصہ اول، شہاب حاقب موسم بہ، روکڑ، اور ضیافت الاحباب اسم تاریخی کلیات
تکزیبات خاص ہیں، ان کتابوں پر ایک احوال نظر میں نے گزشتہ باب میں دیا ہے، مصنف
موصوف کی نثری تصنیفات کے علاوہ ان کے دو شعری مجموعے بھی ہیں جو نیا دہلی سے آدھ
ہو چکے ہیں، ان شعری مجموعوں کے نام ہیں: (۱) "فیضان وارثی المعروف المزمع نوالی" اور (۲)
"دارت گمن ینہ کاش"۔ ان دو ادینا کے بارے میں بھی میں نے مختصراً ذکر گزشتہ باب میں کر دیا
ہے، ویسے حالی دوگت شاہ صاحب وارثی نے اور بھی کتابیں لکھیں تھیں جو تاجہ ہو چکی ہیں،
و شحات اللہ اس موسم بہ لغات القدس حصہ دوم اور ضیافت الاحباب اسم تاریخی کلیات کتبائے
حصہ دوم تو تکتہ صبح ہی روکھا

اب میں حضرت بدر الدین دوگت شاہ وارثی کی مطبوعہ تصانیف پر ترتیب وار نظر
تیرہ پیش کر رہا ہوں
(۱) و شحات اللہ اس موسم بہ لغات القدس حصہ اول۔
یہ دوگت شاہ صاحب وارثی کی پہلی تصنیف ہے یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں ترتیب دی گئی تھی
اور پھر کچھ سالوں کے بعد حسب فرمائش محمد قادر بخش چھپ کر شائع ہوئی اس کتاب کی قیمت
۱۶ صفحات ہے، تقویم ۱۳۶۸ء اور قیمت فی جلد ۵۰۰ محمولہ (دو روپے تھی۔
حضرت دوگت شاہ صاحب وارثی کی اس نثری تصنیف کا موضوع ان کے حالات

زندگی کا فکریاں ہے اور مصنف موصوف نے اس کتاب میں اپنی زندگی کے ہم سالانہ واقعات قلم بند کئے ہیں جو انہوں نے اپنے دور و سرحد جناب صاحب کی حالت سپرد وراثت علی شہ اعظم اذکرہ اللہ تعالیٰ شریف (پروین) کی خدمت میں گزارے ہیں۔
میں ذیل میں اس کتاب کے سرورق کی نقل پیش کرتا ہوں۔

ان هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا

رسالہ

رشحات الانس

موسم بہ

لمعات القدس

(جلد اول)

از واقعات مجمع البرکات، عاشق و الجلال، صاحب فضل و کمال،
فقیر حق آگاہ، جناب عالی لوگت شاہ صاحب وارثی، متوطن چیمبراپور
ضلع مرہٹہ آباد، باہتمام محمد قادر بخش مالک، مطبع
اساتذہ اعلیٰ، لاہور، ۱۳۳۲ھ

شہاب ثاقب موسوم بہ رد کفر

حضرت لوگت شہزادہ کی وارثی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۲۳۳ صفحہ پر مشتمل ہے اور اس کی بھی قلم اور اس سال چھپ کر منظر عام پر آئی، اس کتاب کی صفحات ۸۰ صفحات ہیں اور اس کی بھی تاریخ ۱۳۲۰ء ہے، قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے درج ہے، ان کتاب کی دوسری اشاعت ۱۳۳۰ء میں ۱۹۵۰ء میں ہوئی ہے، لوگت شہزادہ صاحب وارثی کی اس کتاب کا موضوع ایک شخص کا مدلل ہے کہ مولوی عزیز الرحمن صاحب، مفتی دیوبند کے بغیر دوسرا ایک شخص کا مدلل ہے کہ کافر ہونے کا خطاب مرحمت فرمائے سے مشتعل ہے اور اس طرح کہہ کر یہ قلمی اصولی شریعت کے بالکل خلاف اور بد نظریاں ہے، اب میں اس کتاب کے سرورق کی نقل پیش کرتا ہوں۔
جاء الحق و ذهب الباطل ان الباطل كان زهوقا

شہاب ثاقب

موسم بہ

رد کفر

از رشحات حامد نبض شامہ

قبول رحمان، صاحب ایتقان، درویش بے ریا، فقیر باخدا، حق بین، حقیقت آگاہ
جناب عالی لوگت شاہ صاحب وارثی، متوطن چیمبراپور ضلع مرہٹہ آباد
در ماہ محرم ۱۳۳۲ھ ہجری باہتمام محمد قادر بخش مالک، مطبع
اساتذہ اعلیٰ، لاہور، ۱۳۳۲ھ

(۴)	تفسیر غزل حضرت حافظ شیرازی	۱	۱
(۵)	نور	۱	۱
(۶)	دول		
۱	نور	۱۶	۱
۲	دوم	۱۱	۱
۳	سوم	۱۰	۱
(۷)	دگر		
۱	اول		
۲	دوم	۶	۱
۳	سوم	۵	۱
(۸)	شعر		
۱	شعرہ طایفہ پشیمہ نظامیہ	۳۸	۱
۲	شعرہ نکادہ روزاتیہ دارشیر	۳۰	۱
۳	شعرہ نکادہ یہ وارثیہ	۱۷	۱
۴	شعرہ پشیمہ نظامیہ خیریہ	۴۳	۱
۵	شعرہ شریف نکادہ یہ روزاتیہ	۷	۱
(۹)	دعائیہ	۳	۱
(۱۰)	مناجات نامہ	۲۱	۱
(۱۱)	مدحیہ وار		
۱	تہذیب غزل	۳	۱
۲	تہذیب غزل	۱۰	۱
۳	تہذیب غزل	۷	۱
۴	تہذیب غزل	۱۶	۱
۵	تہذیب غزل	۱۱	۱
۶	تہذیب غزل	۱۰	۱

۱	۱	۸	۶۲
۲	۱	۱	۶
۳	۲	۳	۲۱
۴	۲۳	۲۳	۲۳

کی تعداد غزل و اشعار - ۵۹ ۳۵۸

اب میں حضرت بدر الدین حالی دہکت شاہ صاحب دارائی کے دوسرے دو بیرون کا ذکر کرتا ہوں۔ "وارث گمن پرکاش" یہ حضرت دہکت شاہ دارائی کا سراسر عقلمند و پختہ ہے۔ اس بیرون کی اشعار و تفسیر کا نام "وارث گمن پرکاش" ہے جس کی اشاعت ہوئی ہے مگر یہ بیرون ۱۳۲۵ء و دوسری بار ۱۹۵۵ء تیسری بار ۱۹۶۰ء چوتھی بار ۱۹۷۳ء اور پانچویں بار ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی اس بیرون کی اشاعت بہت ہی کم یعنی صرف ۲۵ صفحات ہے اور اس کی تصحیح بھی ۲۶۸۳۰ ہے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ ورنہ ہے۔

اس بیرون کے سرورق کی نقل بھی کرتا ہوں۔

یا وارث

وارث گمن پرکاش

معتمد فقیر کامل حضرت حالی فقیر دہکت شاہ صاحب دارائی مدظلہ العالی،
پھر بیرون سرورق آج

زیر اہتمام سلیم صدیقی دارائی، کو چھ آٹھ سو ام دست نگر، لاہور، جولائی ۱۹۶۰ء
دہکت شاہ دارائی کے اس بیرون میں ہندی کے لک بھگ اکبر دہ ہے جس کا نقل اس پر
سے ہائیکل درست اور صحیح ہے، حضرت کے اس بیرون میں چند ہندی غزلوں کی ازسیب و بیل میں
نقل کرتا ہوں۔

(۱)	غزل ہندی	۲	۲
(۲)	غزل ہندی اول	۱۷	۱
(۳)	غزل ہندی دوم	۱۰	۱
(۴)	دوبیہ	۱۷	۱

یہ تو حضرت ارگت شاہ صاحب وارثی کی مطبوعہ تصانیف کا ذکر کیا گیا۔ تب سے حضرت کی غیر مطبوعہ تصانیف کا ذکر کر دوں گا۔ دیگر کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت مصنف نے اپنی متدرج بالا مطبوعہ پانچ تصانیف کے علاوہ اور بھی دوسری کتابیں تصنیف کی تھیں مگر بعض حالات اور اوقات کے تحت وہ کتابیں شائع نہ ہو سکیں۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے تو ان کے خاص اگامیں شاگردوں نے رکھ لیے تھے اور وہ سب انھیں کے پاس رکھ لیے جو چاہتے تھے، چونکہ حضرت لوگت شاہ صاحب وارثی کی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزرا ہے، جیسا کہ ان کے حالات زندگی میں بیان کیا گیا ہے، اس سیر و سیاحت کی وجہ سے ان کے قلمی نسخے کو ایک خاص جگہ پر محفوظ نہ رکھ سکے، ایسا اکتافہ کیا جاتا ہے کہ حضرت جب بھی کہیں سفر فرماتے گئے اپنے قلمی نسخے بھی ساتھ لیتے گئے ہوں گے اور وہ قلمی نسخے وہیں رکھ دیتے ہوں تو جب کہیں آپ یہ معلوم کرنا چاہا گا بہت شور و طلب معاملہ ہے کہ ان کے قلمی نسخے کس کے پاس اور کہاں رکھے۔ جیسا کہ ایک دستاویز مطبوعہ پرچم پر شگ پر لیا کہ اپنا جس کا ذکر میں حضرت حامی نقیر لوگت شاہ وارثی کے حالات زندگی میں کر چکا ہوں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی دوسری تصنیف و شہادت الائنس موسوم بہ لمعات القدی حصہ دوم کا مسودہ انجمن اہل و علم و تہذیب کراچی کے منیر بٹری کے پاس رہ گیا جس کی تکمیل مطابقت نہیں ہو سکی۔ جیسا کہ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

”چنانچہ تھمادی انجمن کے منیر بٹری کے پاس رشتہ دار الائنس کا مسودہ بھی آگیا ہے جس کی مطابقت کے وقت دوسری جلد کے واقعات کا بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔“

تقریباً ۱۹۵۵ء مطبوعہ پرچم پر شگ پر لیا کہ اپنی ۱۹۵۵ء حضرت بدر الدین لوگت شاہ صاحب وارثی کی تیسری تصنیف ”نیافت الاحباب اسم وارثی کی عبارت کتبیات“ کے حصہ دوم کے ساتھ بھی جو ایسا ہی معاملہ پیش آیا جس کی وجہ سے یہ قلمی نسخہ سے آراء نہ ہو سکا اسی خیر حضرت ارگت شاہ صاحب وارثی کا بہت سا مسودہ ضائع ہو گیا جس کا کچھ نام و نشان بھی نہیں ملا اب قیاس کیا جاتا ہے کہ حضرت مصنف کے بہت سے مسودے ہلاک کے ہو چکے ہوں گے اور شائے ہوئے، یہ ہم لوگوں کی بد نصیبی ہی سمجھا جائے گی جو فنا میں قیمت مسودوں کو، بجز کچھ نہ بکھیر سکتا ہوتا، ان کے شعری مجموعوں کے ساتھ ہوتی ہوگی۔

(۶)

کلام پر تفصیلی و تنقیدی نظر

حضرت بدر الدین حاجی لوگت شاہ صاحب وارثی کی نظم ہو یا شعر، ہر جگہ ان کی روح کی پائیزگی اور دل کی مستانی اور جلا موجود ہے، براہِ قیاس سے آپ کی نظم و شعر کے معیاری ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے، لیکن وجہ ہے کہ آپ کے مختصر ترین کلام کو ہی کلام الملوک، ملوک الملکام کا ورد حاصل ہے، آپ کی شاعری میں مذہب الہی اور عربیہ و سالہ حق کی باتیں موجود ہیں، ہر جگہ حضرت بدر الدین حاجی لوگت شاہ صاحب وارثی ایک فطری شاعر تھے، جن کی شاعری میں عشق و محبت کے نغمے خبر سے بہت ہیں مگر بڑے مزہ سردی ہیں۔ حضرت کا عشق حقیقی ہے وہ لڑکھا شاعر نہیں تھا، مشاہدہ حقیقی کے جلووں سے بچتا، سرشار لہر آتے ہیں، ان کا رنگ نثرل ہوا ہی پاکیزہ اور جہد میں حقیقت کا پہلو ملے ہوئے ہے۔

حضرت ارگت شاہ صاحب وارثی ایک بزرگ اور خاندانی مورتی شاعر تھے، علم تصوف اور علم سیرت انھیں ورثے میں ملا ہوا تھا، انھوں نے شاعری میں اخلاقی اور صوفیانہ تعلیمات پر عملی نذر دیا ہے، کیفیات و واردات قلمی کا ذکر کہ بھی اس امر از کیا ہے کہ

ہر چند وہ مشاہدہ حق کی محقق

حق نہیں ہے وادہ و سطر کے بغیر

پھر بھی حضرت نے اپنے حکماء اور مسلک کے چشہ نظر اپنے کلام کو دنیاوی حوائج سے پاک اور آئینہ کسے کی حسی الامکان کو نشتر بھی کیا ہے، آپ بیٹھتے عشق شرقی میں بہرست تھے اور اپنے مسودہ کو ہی اپنا کلام بناتی تصور کرتے رہے، دیکھو کہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(۱)

آہ جنوں میں کہیں سراپے نہ

سو جائے اگر اللہ لیاٹے نہ

(۲)

نہ حردوں کی سرت نہ بندہ کی خواہش

سرا دل ہے ارگت فدائے عید

۱۱

۱۰

ہو گئی تھی کے لکھنا و پڑھنا کی سہولت چاہتا
لکھنا اپنی کتب میں چہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت اہلسنت شاہ راشدی کے ہم عصر وہابی شاعر حضرت ابیہم شاہ راشدی بھی حضور
رسول میں بے خور فکر آئے ہیں لکھنا کی مشہور نسبت کا شعر ہے۔

اے خیم توست محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھینچے دیکھ دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھینچے بھینچے خوش ہو گیا ہے تم دل کی دنیا بھینچ
کل کے جب تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دوسرے نام جن کا نام، شاہ شاہ راشدی ہے اور اہلسنت شاہ صاحب راشدی کے ہم
سمر شاہ شاہ راشدی مثنوی کے حلقی کو اسی طرح ہے ایک ہندو شاہ صاحب شاہ۔

جنت کے مہلوں کو جو دیکھا نہ دیکھا نے
یا آگنی بہت تو کہا مٹا کر نہیں نے
لکھ دے مرنے اللہ و بخشش کے جینے
ہر دور میں مصلیٰ کے وہ مان جائیں تینے
پیشہ مری بہت کو سزا و شہ سوزن

مثنوی و مولیٰ کے ساتھ ساتھ حضرت اہلسنت شاہ صاحب راشدی کا کلام بھی اسی نوعیت
سے بھی لکھا ہے جو حلقی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

طوبہ گوار میرے چھٹم جیتے
دن کے آرم اپنے اٹھارہ غور
نوم کیا بہت گنت میں ہم زوار
دیکھتے ہیں دیکھتے دیکھتے
کاہل ہا شاہی حضرت اہلسنت شاہ صاحب راشدی کے ہر دور میں
توجہ سے حلقی کو اشعار مولیٰ نے ہماری ہر جگہ سے ہماری ہر جگہ سے

مثنوی و مولیٰ کے ساتھ ساتھ حضرت اہلسنت شاہ صاحب راشدی کا کلام بھی اسی نوعیت
سے بھی لکھا ہے جو حلقی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ابوہریرہ کے احرام بتایا حضور خاتمہ میں نزول و کھلیو
کرہل میں خود بہت جہاں مارلیو تم آپ کشادہ
حضرت ابیہم شاہ راشدی کا یہ شعر توجہ سے حلقی کو اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

نہو ہی گلچیں ہوں غپ و مٹی ہوں
خود ہی بلیں ہوں ہا نہیں ہوں میں

کیسے کہہ دو کہوں تھے لے بہت
ہائے سہر قدیں ہوں میں
نہو ہا شاہ شاہ راشدی کا بھی ایک شعر ملاحظہ فرمائیں جو وحدانیت کا پادشاہ ہے۔

آپ ہی منور، آپ ہی سہرا، آپ ہا گوشت
اپنی لہجہ آپ کرے ہے آپ بہت ہے لا
ہر کر کے ہر پاسا ہر کسے ہر ہے ہے فرما
سہر و قضا و ہر جہاں کا ہر گھر میں ہے ہا

تسمیہ میں حضرت اہلسنت شاہ صاحب راشدی کا حلقی و مثنوی قضا و اس حلقی کی
اصل و پیم عشق و محبت ہے عشق و محبت کا جذب حضرت کے اندر سوزن تھا، چنانچہ ان کا کلام
بھی حلقی محبت سے بھرا ہوا ہے، یہاں ان کے چند اشعار تحریر کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

عشق و محبت ہے عشق و محبت
اپنی سستی کا ہند ہے عشق
عشق کی ہر تہیں ہوا، عشق تو بہت کرے
ہر دور میں اکبر اس بہت کو مطلقا تا کر
دہے یا انہوں میں بہت ہے عشق
ہادی لہجہ اور ہادی ہے عشق
ہر جگہ میں ہوتے ہر جگہ میں ہوتے
عشق و محبت ہے عشق و محبت

یہاں ان کا کلام ملاحظہ فرمائیں، حضرت اہلسنت شاہ صاحب راشدی کا کلام بھی اسی نوعیت
سے بھی لکھا ہے جو حلقی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

میں بھی اپنی بھاری بھالی دینی ہے چنانچہ عشق و محبت کا خیال پورا پورا ہوا تھا میں بھی سوچتا رہتا تھا

میں نے یہ کہہ کر تو بول چاں منسور اور گت لب چپ رہا جیسے کہ بات نہ پہنچے ہو
نہ بیت نہ نقد چلے کسی کی روغائی میں

جس جس میں غوغا ہو حضرت لوگت شہ صاحب دہلی کے دشمن سرور ہیں حضرت
بیرہ شہ وارش اور حضرت بیاد شاہ دہلی نے بھی اپنے اپنے خیال ظاہر کیے ہیں میرا کہ
حضرت بیاد شاہ دہلی اس شعر میں فرماتے ہیں۔

فلک دلی عاشق کے اس نظر کا کیا کہا
دیکھے وہ جس نے رنگین ہا دلی
عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے
بچے کو تھیں شمع کو پروانہ چاہیے
بیاد شاہ دہلی کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

عشق سے بھرا شرفی ہے قریا
حسن و دلور میں قرا ادا ہے
پڑھتا ہے آج نیکو عشق میں لڑ
حالی اے بے چارے ننگ و مشو نہ ہو

تصوف میں حضرت ارگت شہ صاحب دہلی کا مرتبہ بہت بلند تھا اپنے دور و زمانہ
جسب مثلاً میرزا دہلی نے شہ صاحب ارگت کے ذکر کے شریعتی تھے لہذا حضرت نے اپنے نظام
میں کچھ بھی کیا ہے اس کی اصلی تہذیب ایسے حالات و ملک و زمانہ کے اعتبار سے ہے جو
انہر محبت و شہرہ و ذکر کے حامل تھیں جو عشق و محبت کے سرور پر دل اجال سے پیدا تھے
جس طرح حضرت میر خستہ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید خاص تھے وہی طرح حضرت
ارگت شہ صاحب دہلی قبل حضرت عالی میر دہلی علی شہ صاحب اعظم الدین و ذکر کے لیے
تھے گو وہ ذاتی و منفی ہوتے تھے گو گو کا کہنا ہے کہ ان کی کے آخری ایام میں حضرت حاجی
ارگت شہ صاحب دہلی کی عقل و صورت و جسم تیز رفتاری میں شہ صاحب کی راہی تھی
تاکہ جاتی ہوئی تھیں پوری کا یہ شعر اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے۔
شہ صاحب نے اپنے قریب و دور اپنے جانے جانی

میرے ہر کار تو سرکار ہے بیٹھے ہیں
اسی طرح حضرت ارگت شہ صاحب دہلی اپنے دور و زمانہ کے بغیر اپنی زندگی
و وجود کا تعلیم نہیں کرتے یہاں میں حضرت کے چند اشعار تحریر کرتا ہوں جو انھوں نے اپنے
مرشد کمال حضرت حاجی صاحب قبلہ کے لیے فرمائے ہیں۔

کسی ک بھائی نہیں کہانی کوئی خوش آہ منکا ہے قد
کسی کا منتہ نہیں فہم سوائے اک و استیلا و لوت
شیخ دیوان چہاں تیرے سوا کوئی نہیں
دارت کولہ و نکال تیرے سوا کوئی نہیں

ایک نظر میں جس نے لاکھوں کو کیا ہے بوشا و مست
دیکھئے والا ہوں میں اس نرگس نمود کا

ور شہ ولوت پہ دم نکلے اور گت
تہا بکلی اور حضرت بکلی ہے
نصرت میں سدا رہتا ہے ارگت
قد بالا رخ زیا کسی کا

حضرت بیاد شاہ دہلی بھی عشق سرش میں مر شاد تھے دامن اپنے ہی دمر شہ قبلہ
ملی صاحب سے ہے محبت تھی جیسا کہ ان کے ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

برہمن دہریہ صدمتے ہیں تو کہو یہ شیعہ
ہر دم خیر سچا ہیں سدا اولیاء کی

ہر دل میں ان کے نور کی چمکی ہے روشن
دارت حق ہیں شیخ شہان اولیاء

حسن مرشد سے بیاد شاہ دہلی کا دل بھی کچھ ٹپتا تھا، میں وہ ہے کہ ان کے
کام سے عشق سرش کی جگہ ملتی ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

دوہ سحر میں دھوم مچی ہے
 دھوا ہٹے ہیں وارث پاک
 علیؑ لے سب سحری سحرانگیزی
 محبوبیت ہے مسئلہ
 چلو رہی گوردی وارث علیؑ کے دور

اسی طرح یہ بات انکار صاف ملودیم و اشعار و جاتی ہے کہ حضرت اوجھت شاہ صاحب
وارد اپنے پیشوائے حق کے حقیقی بیٹے تھے اور مشکل مرشد کے مودا فیض کا ایک اور نعم
نہیں آتا تھا۔

قبر کا مشہور فقر ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
دردِ طاقت کے لیے کچھ کم نہ دے کر اچھا
صوفی حضرات کے نزدیک دل کی بڑی اہمیت ہے اور ہر دل کی اہمیت کعبہ سے بھی
تواہر سمجھتے ہیں، سمجھنا کہ حضور صوفی شاعر خواجہ میر درد دہلوی فرماتے ہیں۔
کعبہ ختم کیا ہے دل ہے کسی نامراد کا
نوحہ اگر تو بھر یہ بھلائیات جانے گا
درد کا ایک دور و شعر کچھ ہی فرماتے ہیں۔

شیخ صاحب جو کہ اپنا عام کثرت دلی میں ملا کر
 وہ درخشاں ایک حق پرست دلی کا پیر تھا
 حضرت جواد علیہ السلام اور حضرت شیخ صاحب انہوں نے کلام الہی تعالیٰ سے قلبی نظم
 شہداء آج بھی کہ حضرت صاحب نے ان تمام میں لکھتے ہیں۔

[illegible]

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے، ان کے لئے ایک بڑا گھر، جیسا کہ پہلے بتایا ہے،
میں نے ان کے لئے ایک بڑا گھر، جیسا کہ پہلے بتایا ہے،

لڑاؤ انہی کو نہ سمجھتے ہیں
 دن بھر گولے سے تنہا اور غور کو پیش کرنا
 یہاں تک کہ گولے انہیں کاہل کر آتے ہیں
 وہاں تک کہ انہیں گولے کا کھانا ہے
 یہاں تک کہ انہیں گولے کا کھانا ہے
 یہاں تک کہ انہیں گولے کا کھانا ہے
 یہاں تک کہ انہیں گولے کا کھانا ہے

45

کما ہے
 جوں سے والف ہوں ملکہ دل میں کھینچ خوف نہ کر رہا ہے
 غرض کے بندے پر مابے مروت یہ شب کر رہا ہے دعا کر رہا ہے
 حضرت ابومعت شہادہ صاحبہ وارثی علم کا تصوف کو جان قرار دیتے ہیں، صوفی کا عالم
 ہوا ضرور ہے، یہ علم صوفی شیخ طبرستان کا حرا تھا، وہ جانتا ہے کہ اس کا تصوف اس کے
 کام نہیں آتا، آپ فرماتے ہیں۔

پہلے ہے یہ عرش اور لاشوں کا
حقیقت میں وہ میرے دل کا تھکنا ہے
صوفیائے کرام کہہ دیں کہ عبادت کا کوئی معاوضہ نہیں بلکہ تصوف و
طریقت میں ایک ہی مقام بھی ۲۰ ہے جہاں اور ان عبادت و مگر جنت کا تصور بھی آگیا (عبادت
مردود و ظلمت کا مٹنا ہے غالب نے شاید اسی طرف اشارہ کیا تھا
عبادت میں ہم جنت جینے لگے کی آگ
دورخ میں ذل دے کو لے کر بہشت کو
حضرت ارغون شاہ صاحب دارالکے یہاں بھی یہ بات اس انداز میں نظر آتی ہے۔
آپ فرماتے ہیں۔

ترے ہاشمی کو دروازہ کا رہے
یہ حسرت ہے کہ اسے نہ دیکھتے تھے

مجھے فراموش جس کو کہتا ہے
وہی اپنا غریب غافل تھا

مصلحتوں کا یہ نہیں ہے کہ ہوا اللہ کسی شے کا وجود نہیں، ساری کائنات اور سارا عالم
ذلت انہی کا پرچہ ہے، عجب تیار وہ شے ہے جہاں حسن کم بڑائی کی جگہ بڑائی ہے، مصلحتی کا دل خوش
ہیئت کم نہیں، ادا کرنے کو چاہیے۔

ارض و آسمان گہاں قری و سمیت کو پاس کے
بیراعنی دل ہے وہ کہ جہاں تو سانس کے
ہو گئے شاہ صاحب و مرنے کے پہاں، بھی نیکی خیل کچھ اس طرح کیان کیا گیا ہے۔

جس کی گنجائش نہ ہو کوشش میں
اس کے رہنے کا مکان یہ دل ہوا
اور اس مصلحتوں کو خواہ میر و مرد نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

ہو گیا مہماں مراے کثرت مہموم آہ
وہ دل مٹا کہ تیرا خاص خلوت غافل تھا
گویا حضرت ارگن شاہ صاحب و مرنے کے پہاں شاہنشاہ غزل کی روغن اپنے شباب پر
حق ملاحظہ فرمائیے کہ یہ چہرہ مشعل۔

کر لیا آہ غافل پوڑی پچھولے اس طرح دل کے
لڑا ہے کہ روئے عید کے دن بھی گلے ملی کے

ختم ایسا ہے غافلہ ادا سے گل کر ہے
کچھ ملے مہار کا وہی چاہے میری گردن پر

حضرت عید شاہ و مرنے کا انداز غزل بھی مصلحتی ہے۔ فرماتے ہیں،

حسینوں کا گود بول
حسن و دلوں کا بنگارانی بول
میری آنکھیں نہیں ہیں

دونوں کاسے ہیں گدائی کے
یوں گشتن سچا کی گئی نے بے ڈال
پھر اداس سے ہوا گلیاں گھیس سے ہر دلائی

اس سلسلے میں حضرت بابا رضا شاہ و مرنے کے اشعار کا بھی جائزہ لینے چاہیے۔
مرے چہر غم میں ہے دفا وہ حسن و خوبی
جو نہیں نہ ہو تو دیکھے کوئی چم قدر و اس سے
اور پھر ہر دوست کا فائل شاہ اس طرح وضاحت کر سکتا ہے۔

خود آہ الحق کیا خود نقل کا غول بھی دیا
کاشقی شرع بھی، دلا، وار بھی، مصلحت بھی ہوں

اسی طرح حضرت کے کلام پر درجہ و شہرہ کی گنگائی پس من پر جبکہ چالی چھٹا ہری
ہے، حضرت کے کلام میں جذبات صاف کی برہمائی ہے، احساسات کی ذکاوت، وسعت اور
تجربہ کی فراوانی اشعار کی قدر، قیمت میں اضافہ کرتے ہیں۔ آپ کا کلام سوز و گداز اور اعلیٰ
معارف سے معمور ہے اور وہی ایک بڑی دولت ہے جو انسان کو انسان کامل بناتی ہے۔ یہ دولت
لازماً ملے ہوئے ہر انسان کو حاصل نہیں ہوتی، حضرت ارگن شاہ و مرنے اس لحاظ سے بہت عطا
فرمانی نصیب تھے کہ وہ دل کی دولت ہوئے کہ جس میں وہ دنیا کی شے، لہذا حضرت ارگن شاہ
دارائی کے پہاں اور دلی کی ماہر اطر لڑائی سے موثر ہوا ہے جس دیکھنے کو ملتی ہے۔ مہیا کر خود
فرماتے ہیں۔

کچھ بیک بھی نہ چورائے، اچھا، وہ دل خور ہے
نہ ایسا ساتھ رہنے والا میر نے عمر بھر دیکھا
اور عشق حضرت ارگن شاہ و مرنے کا مزاج بن چکا تھا، فرماتے ہیں
عشق کو کہی کچھ ہے ارگن
پر ہمارا تو رہنا ہے عشق

اس درد خلق اور غلش سے وہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس میں انھیں بڑی لذت ملتی
ہے، فرماتے ہیں۔

کچھ عشق غلش کا رہا کھاتا ہے
لڑنے کی ہے مقرر کیا عکاسے قراق

مہینہ نہر ملتی ہے، زمیں کے اشعار میں کیفیات دل کو کس طرح لطیف و حیرانہ محسوسات کا ہے۔
بڑھ جاتا ہے۔

غم و رنج و ہلم کا سامنا اوگھتے نہ کیوں کر ہو
کہ رو و عشق میں جو سر ملے ہیں پہلی منزل کے
جیسا کہ اوپر چیتا کر چکا ہوں کہ حضرت اوگھتے شہ وادنی صوفی مسک تھے واپس
صوفی ظاہر سے زیادہ باطنی و حقیقی رہتے تھے، لہذا صوفی شاعر کا کلام بھی باطنی اوصاف اور دلی
محاسن سے لبریز ہوتا تھا۔ حضرت اوگھتے شہ وادنی کس سادگی سے فرماتے ہیں۔
چائیں گے ملک عدم کو دین دایاں چوڑ کر
سر پہ اپنے کون پہ یاد گراں لے چائے گا

دیکھ لیں گے اس کو شیخ و برہمن

توڑ دیکھیں سر و زناں آج

حالی اوگھتے شہ صاحب دہلوی کے کلام میں اعتدالیات کا پہلو بھی جگہ پہ جگہ نظر آتا
ہے، تاہم باطنی صوفی شاعر کی یہی شناخت ہے کہ اخلاقی کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹنے
نہیں دیتا۔ اخلاقیات کا ہر جگہ اور ہر طرح خیال رکھتا ہے، اخلاقیات سے متعلق ان کے چند اشعار
ملاحظہ فرمائیں۔

گرمی کیا غیر سے بھر دے چل دے جوں سے
جو ناخن میں لاٹھ لگتے نہیں بے ضرر و جانی کے

اپ گئے تھے ہمارا اوگھتے بہار سے

جو چکا تھا کھلا کھلا دیکھ

مگر یہ نہ نہاں نہ دیکھ لی تھی

وہ نہ نہاں نہ دیکھ لی تھی

حضرت اوگھتے شہ صاحب دہلوی نے کلام کا غور و مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا
ہے کہ انھوں نے اپنی شخصیت کا بھی خیال و ماحولیت سے مراد مذہب و ادنیٰ میں ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ملاحظہ کرو۔ غور و انداز میں غصہ لانا بھی بجا ملک وادی ہے کیا غصہ کے پدے میں
نہ ادا ہو سکتا ہے۔

کہا اس نے زمانہ دن کو اوگھتے شہ کہہ دے

مجھے معلوم ہے کہ یہ شہ وادنی صوفی دہلوی سے

کراپ کہے ہیں بھی پھیلائے گا اوگھتے ضرور

دلی میں رکھ کر ان جوں کو یہ یادیں لے چلا

سچی شہرت سرے کشف و تصوف کی تو دہلوی

دلی اللہ اوگھتے ہو گئے فضل الہی سے

اردو کے تمام باکمال شعراء نے کرام کی ایک غزل یہ بھی کہی ہے کہ ان کے غلام تھا
شوخی و دعویٰ کے جذبے سرور پائے جاتے ہیں چنانچہ یہی بات حضرت اوگھتے شہ وادنی کے کلام
کے ساتھ بھی ہے اور اس شوخی و دعویٰ کے معاملے میں دیگر باکمال شعراء حضرت سے پیچھے
نظر نہیں آتے بلکہ انہوں نے آگے ہی نظر آتے ہیں، شوخی و دعویٰ سے متعلق حضرت اوگھتے
شہ وادنی کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ہوئے سر شہر، رہے خواہ شاخ صاحب

کہو فیض در بہتے دیکھا

شاہے شجاعی توئے ہیں کعب سے چوڑا چھیا

نظر آتا تھا بھی خدا کا خالق گھر دیکھا

جو ایک بوسے کے بدلے کہنے ہو لیس گے اریں یہ ضد و گدے

ذرا خدا سے کہلا سے جو کر پڑا وہ اعلان و عین کے ہم

شہ کے ہم کو تمام لے عقل میں دو تجھ ہر

اسی قضا پر یہ اپنی طویل مسافت ہے

جہاں شعراء و حضرات کے یہاں افسانہ و سرگازہ کر بھی دے مہینہ اند میں نظر

آج ہے وطن اور سفر کے درمیان کلام شاعر کو حسن و خوبی عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابومکتب شاہ دہلوی نے بھی اپنے کلام میں وطن اور سفر کا ذکر بے حد دلچسپی اور دلچسپی سے کیا ہے۔ اس بات کا اندازہ ان اشعار سے کیا جاسکتا ہے۔

دیر ۱ کب کا نکلت دیکھ کر باور ۱۵۲
ترے کو جینا میں جلوہ نما کوئی نہیں

کسی پردہ نگاہ کی جھوٹی
نہی کب بھی بت نہ دیکھا

سوئے ہیں گھر سے بے گھر اس جہول میں
تین دھڑکیں کی جھوٹی ہے

سوز و گداز سے کلام دلچسپ اور محو ہو جاتا ہے، ہر کامیاب شاعر کے کلام میں سوز و گداز ہوتا ہے۔ حضرت ابومکتب شاہ دہلوی کے کلام میں بھی سوز و گداز کی علامت نظر آتی ہے جس سے جتنا کلام ہے وہ دلچسپ اور پراثر ہو گیا ہے۔ یہ شعر ملاحظہ فرمائیے۔

دلہا نہ دیکھا، دلہا ہے، نیر ہیں، ہاتھ ہے، جام شراب ہے
میں بھی ہوں، سوز و فراق ہے، میرا چند لم سے کہاب ہے

حضرت بدر الدین عینی ابومکتب شاہ دہلوی کے حواض میں لغز و لعل، استعارہ اور تکرار و تلمیح والے صوفیانہ عناصر موجود تھے۔ جن چیزوں نے ان کے دماغ کو معنوی حواس سے پر کیا ہے۔ دیکھ لیں اور دماغ منور دل کو حلیہ عالمی کیسے زیبہ بنایا ہے کہ آپ کے بیانی تر اشعار پر کشش اور دل کشی کیسے فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا جہنم حق میں سے نہیں
وہ گھبراہٹ سے بھاگتا تھا کہ وہ

انہی میں اور وہ میں فرق کیا ہے
وہ جہنم جہنم سے آتے تھے جہنم سے

حضرت ابومکتب شاہ صاحب دہلوی کی غزلوں میں لہری و رسائی اور گفتگو کی پراثری بہت لگتی ہے۔ اشعار میں شخصیت کی ندرت اور معنی کی وسعت قابل دید ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

نہیں بھی تم آئی دیکھتے خوب میں کسار نہیں
جب کہانی رشت کو ہم نے سنی قریب کی

کرے حسن، عشق میں بحث کیا، عشق، افاقہ اور گت ہے نہ
بھرا کہ محب عشق میں ابھی اس کی جلی ناپ ہے
حضرت ابومکتب شاہ صاحب دہلوی کی شعروں آفرین اور غنائے کرذیل کے اشعار

سے ظاہر ہے۔

بلا پہلے شکل میں کیا ہے لڑا خود مجھ کو
تیا مسہ نکت بھولوں گا، احساں اپنے تاقی کے
ہم رہیں صحرا میں اور درد و الم ولی میں رہیں
ہم مسافر ہیں ہمارا دل مسافر خانہ ہے

جلی کون کے پار کا آئی تھا بے جاں میں چلتا
آہ، میرے لیے گویا میٹھا ہو گیا

حضرت بدر الدین عینی ابومکتب شاہ صاحب دہلوی کے اشعار میں قوت مشاہدہ، شدت احساس، شدت جذبہ، عظمت فکر، بے حد خیال، ندرت و معنوی اور لطافت معنوی کی بھی کمی نہیں۔ ان شعر کے ان تارک اور مشکل مرحلوں سے ابومکتب شاہ دہلوی اپنی مشائقی اور شرکت خیال کے سبب زیادہ تر کامیاب گزرتے ہیں۔ وہ ایک صاحب طرز شاعر ہیں، ان کا بیانیہ اسلوب ہے اور پناہ انداز ہے، اسلوب کے متعلق کارائن کا قول ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

"اسلوب کسی اور بے کا کوٹ نہیں ہے کہ جب چاہتا ہے اور جب چاہا جہنم ہے اس کی جگہ ہے۔" تعلیم الدین احمد نے بھی اردو تنقید پر ایک سفر میں لکھا ہے کہ قصہ و طبع کا تعلق جسم اور لباس کا نہیں بلکہ جسم و روح کا ہے۔

وہ اصل اپنے اسلوب سے ہی شاعر جانا پہچانا جاتا ہے۔ ایک اور لکھنے والے کے

لے بیٹا اس کے مولد و میت دونوں پر غور کرتا ہوگا۔ کوئی مستفید نہ محض اللہ کا و سب سے عارف
سچی کا کھم، لفظ و حقی کا تعلق جسم و مادی کا تعلق ہے، جسم و مادی کے اتصال سے ہی زندگی
مہر ہے، بقول فیاض الدین احمد بدایہ فیہ۔

”جہاں تک ادب و شعر کا تعلق ہے وہی ادب و شاعر میرے (یعنی مصلح میں) اور غز اس کی تیارگی تعلق میں مراد ہے کہ ایک وحدت کی حیثیت رکھتے ہیں۔“

آج کل، فروری ۱۹۳۹ء صوفیہ

اسلوب کے دور ہے کسی شاعر یا ادیب کی شخصیت متعین کرنے میں سبکدوش رہا۔
نقص ہے کسی شاعر یا ادیب کا اسلوب اس فنکار کی علامت بن جاتا ہے، حافظہ سعدی، غالبہ
سرمین، برجیہ، تیرا نفس، اگر کہ اپنے طرزِ لہ اور اسلوب بیان سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔
کسی محکم فنکار کے اسلوب بیان میں بہت سے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ شبلی، استاد،
مخدومات، غریب، الامثال، مناجات اور بیادق اور دہ مرے کا عام استعمال جب ایک خصوصیت
حاصل کرنے کے تو مطلق اسلوب کی علامت بن جاتا ہے اور فنکار کی شخصیت اس چلن سے نمایاں
ہوتی ہے، حضرت ابوالحسن شاد بدلی نے مخدومات اور مستور کا خوب استعمال کیا ہے ان کا کام
مخدومات کی کثرت سے بڑھتا ہے، اگر ہم کہیں کہ ادھت شاد کی زبان بڑی بامقارہ تھی تو بے جا
تہ جو محبہ بھارت سے انداز سے استعمال ہوئے ہیں اور ان کے استعمال میں شعریت ہے یا نہیں
مقابلہ ہے۔ اب ہم ان میں ابھرتا سا صاحب کے استعمال شدہ محاوروں پر ایک اجمالی نظر
ڈالتے ہیں تاکہ جان سکیں کہ جو ان کے شعر میں نمودار ہیں وہ ان کی زبان و ادب سے منتخب ہیں۔

(4)

اردو محاوروں کا استعمال

1994, 1995, 1996, 1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 26

[illegible]

15

حضرت پیر الدین اوگتہ شاہ صاحب نے اسی مقام پر کماستھال کر کے شعر میں
میرزا ابوالکلام نے یہ کہ لیا ہے اور اسی سے ترجمان کی تصانیف اور دینی میں اضافہ ہوا ہے۔

$$U_{\alpha}(t)$$

اس سے بچ کر ولی اللہ تھا
جو محبت کو دل لگی مجھے

 $\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{r^2} \right) = -\frac{2}{r^3} \frac{dr}{dt}$

البتہ جس دم لیون پہ دم ہو، ڈیپہا ہو صرف چلنے واٹ
کے دل میں شوق وصال واٹ، ہر آنکھ کو لٹائے دھڑٹ

$$H^1_{\text{ét}}(U, \mathbb{Z})$$

کریں آہ و فغاں پھوڑیں ہنسنے والے اس طرح ال کے
لہذا ہے کہ مدینے عید کے دن بھی گلے لہ کے

 $\mathbb{E}_t[\mathcal{L}_t(\theta)]$

مصر سے مصر چھوڑنے کے بعد لڑا۔ وہ شہیدِ صلیح ہے اتحاد
جو بیانات تھا کبھی جو شہید تھا۔ لڑا تھا مجھ کو دکھا دیا

(۶) اول سے پہلے

جو چاہے دیکھ لے، بہت خوش ادا پوری آنکھ۔ ہری لہائی سے
جو چاہے، اپنی خاص صورتوں، پس منہ دل سے ہلائی

(۷) سہروردی کے ادارے

میں ہوسرغ جلد از اب ہوں کہ آگیا قفس غا ہے ذکر کیا
از مر حیتوں نے مول بگیا مجھے صدق کر کے ترا ہوا

$$E^{\infty} \cup E^{\infty} \cup \{A\}$$

جو بہت کم لکھا ہے
اس سے بے گار، اس کا تھا

عزیز الدین (۴)

ہینے کو بلایا گیا مگر اس وقت کی بلا وہ نہیں
 یہ کوئی سہولت ہے بلکہ یہ پادشاہ ہے

(۱۰) آنکھوں سے دھوا رہا ہے

مجھے یاد آنکھوں میں حسرت لگتا ہے
ہاری قدر اور مہارت لگتا ہے

(۱۱) تھوڑے دیر پہلے

وہ وقت نے سیکڑوں کو بظاہر قلم سے لیا تھا
ظہر آتے تھے پہلے ذرا اٹھیں کو بظاہر آفتاب دیکھا

(۱۲) کیا ہوا لگا

جو سب کی شکل میں کام آئے کرے غریبوں کی دھجھیری
لگاتے تھے چار دھتکتے تھے کہ کئی سوائے دولت

(۱۳) کدے سے نکلتا

مرا کر دھتکتے ہم ہے پھر کرم ہے وارث پاک کا
زبے شان و دم میں غنی کیا کہ گدا سے شاد بنا دیا

(۱۴) بٹھ کر دیکھ

وہی ہے کئی گل سے مینا نکلتا دھتکتے
جس سے منظر، چترم غم دیکھتے ہیں

(۱۵) اگرچہ صاف

جب طرز کی یہ نئی شکل ہے کہ ہم کو ہے انتظار چاہتا
نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ - بانے و کچھ دہی ہے

(۱۶) دل میں قلم

نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ - بانے دہی ہے قلم کو شش
نہی میں نہ یہ نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ دہی ہے

(۱۷) شہر پہنچا

نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ - بانے دہی ہے قلم کو شش
نہی میں نہ یہ نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ دہی ہے

(۱۸) بچے سر دھلتا کرتا

دل لیا اچھا لیا اور ہے سر دھلتا کیا
مرا کیا بڑا گھر شوق نے دیر لیا کیا

(۱۹) اکیس بجے بجتی تھی

کسی پردہ نشین کی جستجو میں
کسی کعبہ کبھی بہت خانہ دیکھا

(۲۰) گھر پہنچا

سب در و دیوار دھتکتے تھے آج ہیں نظر
ہم کو اسے بھٹوں تارہ مگر بیاباں ہو گیا

(۸)

ہندی محاوروں کا استعمال

اب ان اردو محاورات کے بعد اس میں حضرت بدر الدین دہلوی نے جو
ہندی محاوروں کو بھی تحریر کر دیا ہے ان کے اردو معنی یہ ہیں کہ "دھتکتے تھے نہر کو چاہتا تھا بڑا راجہ - بانے دہی ہے قلم کو شش"

(۱۸) بچے سر دھلتا کرتا

دل لیا اچھا لیا اور ہے سر دھلتا کیا
مرا کیا بڑا گھر شوق نے دیر لیا کیا

(۱۹) اکیس بجے بجتی تھی

کسی پردہ نشین کی جستجو میں
کسی کعبہ کبھی بہت خانہ دیکھا

(۳) پیاگ۔ جاگنا

قیمت قرے ملک ہے اپنا رواج سہاگ
تم نہیں تو کچھ نکھیا تم نے تو باگے بھاگ

(۴) کو سیان سما

کلائی مٹا نچے اور دپٹی سمد ہر دم
سوہی سرلی آنا سنا کی لیا دمیان بدم

(۵) پران تیرا

درجہ جو پریم کا بن میں کرو استعان
میں سر میں کے دھیرن میں اوگت تیرا پران

(۶) دمیان لگا

نوگت ہائیں دام کے ہائیں سن لو میں جو کچھ
آمن مہر کو مہر حرمین سے دھیرن لگا

(۷) اچھ تھارا

زام طمن کالکین سن لے پاچھ گرد کا قہم
جک کی مٹا میں سے چھوٹے میں کے اوگت دام

(۸) سیرا ک

گرد ہوا ایک ہے اور چٹنا ہوا ایک
کروں کے سیرا ایک کی گرد جو دیکھے کچھ

(۹) چھ پھرا

آمن اور اور ہوا چھرا اپنی سمد ہر دم
میں سے کلا کوٹ میں ہے تیرا اوگت کیں نہ پاد

(۱۰) کلا کوٹ

اوگت میں ہوا میں ہوا وہ کرنا
میں سے کلا کوٹ میں ہے تیرا اوگت کیں نہ پاد

۱۱

۱۲

(۹)

کلام میں صنعتوں کا استعمال

مذہب والا محاوروں کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوگت شاہ صاحب
درویشی اشعار کے حنوی محاکات سے بہ خوبی واقف تھے انھوں نے ہنگاموں پر نکل اور برمت
محاوروں کے استعمال سے اپنے اشعار میں تیزی، فصاحت، روانی اور شکلا پچھ کیا۔ ان کے کلام
میں صنعتوں کا استعمال بھی کثرت ہوا ہے، ایک باخبر فنکار صنعتوں کے تمام لوازم سے آشنا ہوتا
ہے اور صحیح نظر بھی رکھتا ہے کہ اس کا کوئی بھی پہلو نکتہ نہ رہ جائے۔ مذہب درویشی صنعتوں کا
استعمال حضرت نوگت شاہ درویشی کے کلام میں سمجھ رہے۔

(۱) صنعت تظلیق یا تضاد

یہ دو صنعت ہے کہ ایک کلام میں دو علمے معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد
بول خواہ برہ اسم ہو یا برہ فعل۔ صنعت تضاد ایک فطری حس ہے، شاعر اپنے کلام میں اس
تضاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسے ہی صنعت تظلیق یا صنعت تضاد کہتے ہیں۔ حضرت نوگت شاہ درویشی
کے یہاں اس صنعت کا بہت کامیاب استعمال نظر آتا ہے۔

کلام کہ آئے گا وہ بالائے نام
صح سے نہیں کلا دیوار آن

(۲) صنعت تلمیح

یہ وہ صنعت ہے کہ کلام میں کسی مشہور قصہ یا آیت یا حدیث یا کسی مضمون مثلاً
طریق اشارہ کیا جائے حضرت نوگت شاہ درویشی کے یہاں تلمیح کی بہت سی مثالیں نظر آتی ہیں۔

ہو ہم بلل وہ رنگہ نکل ہے قصہ میں
مری آغوش گولا اسے جوں آغوش گل ہے

۱۳

(۲) مشعت لف ونشر

یہ وہ صنعت ہے کہ لول چہچہ ول کا اگر کریں بعد ازاں معاصیات کو چاہی کر لیں۔
لول کو کف ہر دوسرے کو شکر کہتے ہیں اگر شکر کی ترکیب کف کے مطابق ہو تو اسے کف و شکر
موجب کہیں گے ورنہ غیر موجب۔ اسی سلسلے میں حضرت جواد المدینیؑ کو گفت شکر و ادائیگی کا یہ کف
غزالی صراحتاً ہے۔

آن کر ملک عدم سے ملے یہ سودا لیا
دلا دیا ہر اس تہاں سے خوش خود ہائے چلا

(۴) حسن فکر اور

جب کسی لفظ کی تکرار سے اسے اپنے اظہار میں صوتی یا معنوی حسن پیدا کرتے ہیں تو اسے
 صن تکرار کہتے ہیں۔ حضرت ادیکٹ شہد ورفی کے کلام میں یہ حسن بھی پایا جاتا ہے۔
 زیادہ سمجھانے کے لیے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
 پہلا حصہ ہے کہ اس میں کلام کے الفاظ اور اس کے معنی کا

(۵) حسن تعلیل

کسی چیز کی ایسی علمہ ہلا کر نہ دیکھا اس کی علمہ نہ ہو مگر اسے چاہ کر اس کی
ماہیت سے انسان غلط ہو۔ جیسا کہ گوشت شاولیٰ فرماتے ہیں۔
خینہ بھی تم آئی دیکھے خواب میں کوہا بھی
جب کافی ہلتے تھے سنی فرار کی

(۶) کل مستحق

وہ منعت ہے کہ جس سے شعر میں شری شان معلوم ہو مگر اس میں شعریت
جو قرار دینا چاہی ۱۶ صلی اندر ہوا جس کے لیے شعر کیا گیا ہو، اس میں سے سائنس پکا ہے۔ چنگی
درود و علی کا ہر ضروری ہے، یہ کہ معرفت اور محنت تیار کرنے کے لیے لیا ہے۔

(ج) رعایت لفظی

(۷) رعایت :- وہ منعت ہے جسے شعراء نے لکھوئے کمال کو پہنچا دیا ہے حضرت بدر الدین فرماتے ہیں :-
 شاعر نے اس طرح بھی اس طرف مائل تھا اس شعر میں رعایت غلطی کی مثال دیکھئے۔
 نیچے چھوڑا سا، ہزک ہاتھ، اس پر کم سن
 دھم مگر دھیس گئے تو کیا ٹھٹھا جلا، کیا

$$= 64 (A)$$

(۸) حکاکت
یہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ شاعر کسی واقعہ اور کسی فعل کے اچانک اپنا گہر بڑا پیش کر دے اور پھر ہولنا کے سامنے ایک مکمل نقشہ آجائے۔
دیکھتے ہیں دیکھنے والے تھیں
کوئی صورت کوئی لکنا کیوں نہ ہو

(۹) حضرت تقی

(۹) صنعتِ نسیم
 چھ چھ دس کا ایک سا کوڑا لک جات لک جات کی قیمت سے چھ دس یا فیصدیوں کا
 ذکر کر کے شوق = شعر۔

(۱۰) صنعتِ نجیب

(۱۰) صنعتِ شیشیہ
 شیشیہ کی بات پر جب موردِ حجت کا اظہار کرے اور اس کے لیے قیاس آرائی سے
 کام لیتا۔ مثلاً: شیشیہ۔

نکلا سے کہہ سے جب اونکٹ تو پوچھا تھا تو
بغل میں کیا رہے آپ حضرت نے پہلے

تیور کی عکاسی

غزل کے اشعار میں شاعر کے تیر کی بڑی اہمیت ہے یہ دو تک سرط ہے جو ہم
شعریت پیدا ہوتی ہے اور شعریت کا رعب بھی ہوتی ہے۔ شعر میں تیر کی عکاسی جاننا لازمی ہے
اس میں زندگی کا ہر حرکت، حرکت میں معلوم ہوتی ہے اور شعر یوں نظر آتا ہے حضرت
الدین مانی لوگت شہزادہ لے بھی اس شاعرانہ نکتے سے آگاہ تھے۔ ان کے اشعار میں تیر اور
نکس واقع ہو ایک جوش ہے ایک دلور ہے، ایک ہانگن ہے، ایک مردانگی ہے جو اشعار کے
پردہ لہ سے چمک رہی ہے۔

بھی اب فیصلہ اے چنگو ہے

تراخیز ہے اور میرا گلہ ہے

نہ کیلہ کر چم لوں شہ دست بازک اپنے قافل کے

دکھا کر سب کو سر کاٹا مرا کھنسی سفائی سے

لجے ہے جو دہلا کا شوقی واقعہ ہم لانا بنوں پر ہیں جالت دینے

مراق ترا دہلا رہے گا۔ یہ وضع اپنی ٹھانک سے ہم

کائنات و تصویریت

حضرت بدر الدین لوگت شہزادہ اول کے اشعار کافی مؤثر ہوتے ہیں ان کے اشعار میں
رنگ و نور کی تصویر کشی کے سامنے ایک مثال اور واضح تصویر آجاتی ہے۔ مثلاً

ہم کو کا خوشرو جہاں میں تاکہ ہوں

ہوئی جس سے بہت ہوئی

شہر ہمو۔ خند درانی ہوئی

ماشتی میں یہ ہمیں حاصل ہوا

نکس ہم سے باب احسانا وارث

ہم ان کا ہاتھ گرم دیکھتے ہیں

تصویری تکنیکی و شعر آفرینی

حضرت بدر الدین لوگت شہزادہ کی کوہانہ پر نگہ حاصل ہوتا ہے جس طرح نقشے کا

چن کرنا چاہتے تھے تو دیکھتے تھے، تصویر کشی، شعر آفرینی شاعری کا کمال ہے، حضرت دکن شہزادہ
دلہا کے کلام میں جانچا حسین، رنگارنگ اور سرگرم تصویریں ملتی ہیں۔ شعر نگاری کی ایک دل
نشیں شکل دیکھتے

بیر کرنے ہم پر آیا جو وہ پردہ نکسما

سارا عالم دیکھ کر محو قلم ہو گیا

سب دور و دہر دشت پاک آتے ہیں نظر

ہم کو لے بیٹوں مارا مگر بچاؤ ہو گیا

شاد ہوو بیٹاں آیا تھا میں جہم یاد میں

جب چلا تو گم نم اور سیر بیاباں لے چلا

چکر تراشی

مروا نگاری و چکر تراشی بھی کسی شعر کے کمال قرار دیں اس کے بلند مرتبہ کی دلیل
ہے۔ ان کے کلام میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ بے چارہ لفظوں میں معنویت کی روح پھونک
کر چاند بنا اور ان کی ترکیب سے ایک جملہ نکالوں کے سامنے لاکھڑا کرنا اور وہ بھی ہنسا ہوا
ہو اشعار کی انجاء دہی کا نکتہ ثبوت ہے۔ چکر تراشی کی عموماً مثالیں حضرت دکن شہزادہ کی
میں کثرت سے موجود ہے، مثلاً چکر کشید لاکھ فرما گئے۔

دشب جو خواب میں وہ حسین، یہ کہا تھا نکلیں گی سر شہ

چہ جفا یہ یاد سحر لے کر، چلی نکلا کر مجھ کو دکھا دیا

انکلا ہینا قاصد جو صفت کہ چپ کے نچروں سے ہم بھی پہنچے

نصیب چمکے تو رنج ہم سے بھی یاد کو بے غائب دیکھا

حسین جو نظر آتا اس کو دیا ف

ہماری جیش سے عادت بھی ہے

واقعہ نگاری

حضرت بدر الدین لوگت شہزادہ کی کلامی واقعات و واردات سے پر ہے، اسے
اور شہد حضرت مانی وارث ملی شہ صاحب کے حضور میں جو واقعات درپیش آئے انھیں
واقعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنالیا۔ یہ صحیح عمل ہے کہ انھیں واقعہ نگاری سے کلام میں حسن پیدا

یہ بات ہے، وہ ایک فراموشی چند اشعار

گلی میں اس زک مہمیں کے عجیب یہ انتخاب دیکھا
نہاں ہندو کو پڑتے واقعہ کو ہم نے پیٹے شراب دیکھا
کھنکھنے آتی یہ کیفیت ہو کہ شکل منور ہلال انہوں
چلا حوالہ کرنے مائی شراب وحدت پلا چا کر
جہاں وارث ہے ہم نے دیکھا لڑا ہے بوسہ بھی سنگ در کا
بہار کعبہ حرم کا گھر ہے طواف کرتا ہوں جس کا چاکر

شہادت نے سیکھوں کو بانی تھرا سے ہلی میں رہا
نظر آنے سے پہلے دسے انہیں کو بحر آفتاب دیکھا
جس کو دیکھا کتبہ الہیہ مشوکلانہ ہے
جو قرنی کھلی میں ہے اے شمع پرفلہ ہے
جس کو دیکھا شہادت لے ہوا ہے ہوش دست
انکھ ہے کا ادا وحدت کا یہ بیان ہے

موسیقی

شاعری اور موسیقی کا شہ بہت مراد ہے۔ ترجمہ، فصاحت، نفسی بھر، موسیقی کے
تولید کا ہے۔ شاعری کے لیے جتنی جہتیں ہیں ان میں زیادہ تر وہی مستعمل چیز ہے
حرث جس میں نفسی بھر ہے۔ میں میں کھیں ہوئی نظموں اور غزلوں کو گایا جاسکتا ہے
موسیقی شعر میں کے لیے احباب القاد اور انتخاب بحر و نغمہ کی اہمیت ہے بلکہ انتخاب طاق
نیا ہے۔ بحر اگر حرث ہو اور لفظ حد ہے، لیکن اور نغمہ کی خوش آہنگی ہوتے کر جائے
گیا۔ اگر بحر میں لفظ ہے اور لفظ نہیں ہے، اور نغمہ کی خوش آہنگی ہوتے کر جائے
لیکن موسیقی واقعی ہے نہ تو ہے کہ بحر و نغمہ اور لفظ کی خوش آہنگی ہوتے کر جائے
موسیقی کی ہنگام کی جس میں وہ ذات خور عقلیت کے لیے ملے ہوئے ہو، اور موسیقی کے
خاکر بھی ہے۔ ہندوستانی نے اس لیے اس میں معنی سے نہ تو رہا ان کے لیے ممکن نہ تھا
اس لیے انہوں نے اپنے ہندوستانی اس لیے لکھا ہے کہ ہندوستانی غزلوں میں غزل کی ترجمہ کیا

آزاد موسیقی بادل میں ہیں۔ لہذا ایک فراموشی یہ اشعار

تجلی کو جان پہاں دیر و حرم میں جلوہ گر دیکھا
تجلی ہر جا نظر آیا جہاں دیکھا ہر جا

شرم کیسی فقط بہانہ تھا
دیکھ کر مجھ کو منہ پھلکا تھا
چلے ہیں گیسو ستارہ کر وہ کہیں قیامت پا کر میں کے
کسی ہمارے سے ہے خط کو دیر دلف و دعا کر میں کے

یہ اب فیصلہ ہے
ترا سحر ہے اور میرا گھر ہے

قصیدہ اور مثنوی نگاری

ان ساری باتوں کے علاوہ کثرت شاعر صاحب نے قصیدہ نگاری اور مثنوی نگاری بھی
کی ہے۔ ان کے قصیدے اور سرے بھی بہت خوب ہیں اور صمیم بھی، انہوں نے رباعیاں بھی
خوب لکھی ہیں اس کے علاوہ ان کی موضوعاتی لکھیں بھی کہ اہمیت میں رکھیں، کثرت شاعر
صاحب انہوں کے پہلا صمیم اور شاعری اور دینی مشق کا ہے اور وہ بھی اپنے لیے مسے شایب
کے ساتھ میں کی شاعری میں مائن۔ مثنوی اور رجب کی فرضی سلیٹ بھی ملتی ہے، لیکن یہ
مثنوی کہیں سے اور لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ آہستہ آہستہ ایک حقیقت ظنی ہوئی نظر آتی ہے اور
آخر میں بالکل حقیقت بنا جاتا ہے۔ حضرت کثرت شاعر نے اپنے اسے اسے اسے اسے
تجدد اور ان کے دھم کو ہمارے اور لکھا ہے کہ ان کی کثرت کی ہے مگر زمانے کی ہوائیں قہور
بہت متاثر ضرور کیا اور وہ اس کی ہند کا خیال کرتے ہوئے روایتی اشعار کہتے تھے، یہاں یہاں ان
سے ان اشعار کو پیش کر دیا ہوں۔

ہر رخ کا جو میں ساکن ہوا
جس کے بوسے تو بھی اس کا کل ہوا

شہر پہونا خانہ دیرانی ہوئی
عاشقی میں یہ ایسے حاصل ہوا

جتنے اک دن بھی نہ چلا تھا قربانی یار میں
وہشت دل کم ہوئی تھی کچھ کہ سودا ہو گیا

ابو نے، ختم باز نے، مڑکھن باز نے
گناہ کیا مجھے، انھیں دو تھی چار نے

پند و اخلاق و ماسخاندہ انداز

اس قسم کے شاعر میں کچھ دس، لفظ نہیں پند و اخلاق اور جواہر اس کا سمجھنا ضروری ہے۔ لیکن ان کے کلام میں ہم صرف ان کی عاشقیت، صوفیانہ اور درویشانہ طرز فکر ہی نہیں دیکھتے بلکہ گھڑی شاعرانہ اور عارفانہ نگاہ بھی دیکھتے ہیں جس سے ان کا شاعری جو محض ہونے لگی ہے، حضرت دہکت شہر دہائی کا عشق فرمائی ہے اور اس کا عشق حقیقی کی کار فرمائی ہیں جو کچھ لہجہ نگہ و کثافت ہیں، حضرت دہکت شہر دہائی بھی ان کے مظهر و امتداد تھے۔

میں پرتو نور خدا سر پہاں ہوں
عالم میں نکال جس کا نہیں اکہ نکال ہوں
چلا ہوں بت غلام تیرا صوت ناقوس
عولہ شعلہ سوزن کبھی آواز اداں ہوں
کیا اپنی حقیقت گوئی میں توں ہوں کیا ہوں
غلاب میں تو اندہ ہوں ہاشم میں خدا ہوں

حضرت دہکت شہر دہائی کی طرز میں شاعرانہ عاشق اور وہ حضرت اگت سے مرثیہ تیار کرنے کے ارشاد میں مدد، اس کے ساتھ ہی زلف و عادت جلاہانے اور عشق کی گونج بھی تھی۔

چلے تھے تار تار، ان کے قیامت پاتریں کے
نہ تار سے تار نہ تھا، ان کے لہجہ و گونج کے

حضرت اگت شاد دہائی کو پاروں میں ایمانی حقیق دیکھتے ہیں اور اپنے دل میں بیانیہ کی دعا کرتے ہیں۔

اقرار روز کرتے کہ میری ہے وصل کا
تجھے ہو ایک میرے لیے جان ہاں نہیں

دیکھ کر ہانگی ہوا اک پائی بیوا کی
دل میں درد ایسا ہوا ہے سناہت فریاد کی

حضرت اگت شاد دہائی کے دل و شعر میں ایک صوفی محقق آدمی کی شخصیت کی جلوہ گر نہیں بلکہ لب و لہجہ کا غلوں اور زبان و بیان کی صفائی بھی موجود ہے، ان کے یہاں اپنے درد کی فاقہ دہائی پنیر کا شکر بھی موجود ہے اور غلوں و محبت والے آدمیوں کے ہر دم آستی سے انھیں جانے کا لگہ بھی ان سب سے بھی ان کی ارفاق و طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔

اگر اپنا توج کل تجھے ہیں دہکت ہر کہیں
اپنا مہر دہائی کا بھی مشہور قصہ ہو گیا

کس کا لے گا انھوں کلام طبعی
باعد کر نکلا ہے وہ سکھوہ آج

حضرت اگت شاد دہائی محبت کے فانی تھے اور ان کا بیانیہ بیانیہ، محبت ہی تصوف کی جلتا ہے، محبت ہی سے ساری ان کے شاعری پیدا ہوتی ہے۔ محبت میں گنتا اور اصل جلتا ہے۔

عشق ہڈی میں یہ آرزوی ملی
دیکھا دنیا سے فراغت ہو گئی

تصور شیخ

حضرت اگت شاد دہائی نے اپنے محبوبہ و معشوق کی لہجہ و ہی ایک بھولی سی صورت سے کی ہے یہ بھولی سی صورت ان کے ان کے تصور شیخ سے تصور خدا کے لیے جاتی ہے، یہ ایک ہی صورت ہے۔

(۱۰)

شاعرانہ کلام کا مجموعہ اور پیش رو شعراء سے موازنہ

اب میں حضرت پروردگار عالمی اور کائنات کے تمام مخلوق کا قلبی مطالعہ پیش کرتا ہوں جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ لانا کتنا رنگ و بوی اور دوسرے شعراء کے کلام سے کس اور کس اور کیا مختلف ہے۔
خواجہ میر دردؒ:

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پاسے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جاں تو پاسے

ادریس شاہ وارثیؒ:

جس کی گنجائش نہ ہو کونیا میں
اس کے رہنے کا مکانا یہ دل ہوا

پیر شاہ وارثیؒ:

دل تھا مگر تم نہیں تو کس کام کا یہ دل
تم دل میں ہو تو دولت کو کس کمر میں ہے

رضا شاہ وارثیؒ:

کسی کو وہ اچھا طے ہوئے ہیں
کسی کو الٹا طے جا کر آئے ہوئے ہیں

اگر مراد شاہ وارثیؒ:

تاوانے وسعت دل کی حقیقت پہنچنے والے
نظر آتے ہیں وہ لڑے زمین و آسمان کو

خواجہ میر دردؒ:

لوگیا اجلیا نہ بنے حضرت مومن کو
وہ الٹا نہ آئے جو خاص صفت نہ تھا

ادریس شاہ وارثیؒ:

کیوں تصور ان انہوں کا دل میں رہتا ہے سدا
یالہی دل ہے میرا یا کوئی بت غلط ہے

خواجہ میر دردؒ:

نہ سمجھا اور ہم نے بھیرا ہاں کی شادی و غم کا
مگر خدہاں ہے کیوں روٹی ہے کس کو یاد کر غم

ادریس شاہ وارثیؒ:

یہ باغ نام میں ایک دیکھا کوئی ہے لکھیں کوئی ہے خدوں
کہیں ہے شور لالہ تری کہیں ہے لیل چمک رات ہے

میر کوثریؒ:

سوار ترا دامن ہاتھوں میں سرے آیا
جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں ہے

ادریس شاہ وارثیؒ:

عاشق و غریب میں وہ جس نے کہا تھا قفس کی حیرتیں
چہ بکا بہ یاد سحر نے کیہ چلی یوں کہ جہ کو چھ دیا

رضا شاہ وارثیؒ:

عشق سے اظہار ہے عشق تری
حسن و خوبی میں ترا انداز ہے

اگر مراد شاہ وارثیؒ:

جی حسن و خوبی کی نہیں موقوف ایمان پر
جس میں حیرت کرے ہر دین معلوم ہوتی ہے

ادریس شاہ وارثیؒ:

خدا شام ہے جگ کہتا ہوں زام
بتوں میں ہوں جاہل دیکھ

مرکز اطلاعات علی و سید :-

گلشن میں صبا کو چھو تھری ہے
بلبل کی تریاں پر مٹکھو تھری ہے
ہر دمک میں ہے جلوہ تھری قدرت کا
جس پھول کو سو گیت ہوں یہ تھری ہے

میر میر علی اعظمی :-

مکھن میں پھروں کے سیر صحرا دیکھوں
یا معون کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جات تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیران ہوں کہ وہ آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

عنوان: عید و جشن

یہی ہے انکے کی جاں اپنی اُسے گردن میں
ہے جا ہے قرب دک کھ سیری

الحمد لله

میری ہے فکر بخت سے صفات و ذات اس کی
جو ہے مجھ سے اپنے تو وہ خدا کیا ہے

۱۳۸۵

چوتھے نمبر سے پانچ سو اسی سو تک کے اعداد

تحریریں۔

$\frac{d}{dt} \left(\frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$

[illegible]
$$\begin{aligned} \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} \right) &= \frac{1}{2} \frac{d^3}{dt^3} \\ \frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} &= \frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} \end{aligned}$$

طریقہ امتدادی

طراز و سحر و شادمانی

عجائبِ رُخِ بد بھی آپ ہم ہیں
سکلی آنکھ جب کوئی چوہ نہ دیکھا

میں نے سنا اور دیکھا ہے۔

ہر کہ درگاہ تک رشتہ تک شد ہے تم
تقریر دویا ہے جو دویا کی فدا ہے

ارکعت مشاء واولیٰ :-

کمل مٹی اپنی حیثیت جس کو وہ
جس سے کل نکروے رہا کیوں نہ ہو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایسی آنکھوں کے جھونک میری آنکھیں بند
کہ جنہیں آتا ہے بند ہو اچھا کرنا

$$= \frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) = \frac{1}{2}$$

کيا علم، سمجھ ايسا جہ مست ساقی نے
سے نہ مشعلِ حیات آؤ۔۔۔ (قمر لہذا احوال)

ان فہمہ و شہدۃ

۱۰۔ تجویز اگرچہ ہے یا نہ ہو، عدالت کو سرفہرست
ہوا ہے کہ اس کے لئے فوراً جیسا کہ توہین مذہب کے تکرار میں

آوا جائے کہ میں نے اپنے گورنر کو سب سے پہلے خبر دی ہے۔

[illegible]

وعدت بلور کی بونہ و صحت الشہود کا حاشی ہے۔ لیکن اسے بھی احدت اور جود کی خیرات سے
نورانی چاہیے چنانچہ اس سلسلہ کے زبردست سنا خواجہ میر درد نے یہ نتیجہ نکالا۔

خاسوش ہو مت بجا کسی کو

آ ہے فکر خدا کسی کو

جو ہے لیکن وہ ہے غالب نے بھی تو کہا تھا۔

اصل شہور شاہ و مشہور ایک ہے

جہاں ہوں پھر مشاہد ہے کس حساب میں

میرا کہ حضرت اہل شاہ دارق کے جوہر و سرمد جناب ملحق دامت غی شاہ صاحب
نے فرمایا کہ دوست میرا دشمن قائل ایک ہی ہے "فقد اہل شاہ صاحب وارثی نے آپ
کے سے نے صحیح معنی میں صلح کل کا پیغام دیا۔ توئی یک جہتی اور انسانی مساوات کا درس دیا۔
موجودہ نے مہار اور سولہ کی ہادیہ سلسلہ کی نشریات اور دن کے وسیع الشرب خیالات کا فکر
کے قلبہ سادہ نمائندہ لیکن حضرت اہل شاہ دارق نے اپنی نظم و شعر و نثر میں ان کا مدلل
حسب جا اور فلسفے دل و دماغ سے اس سلسلہ پر نور و فکر کا دعوت دی۔ آپ کے اس مسرور

نظریہ میں تو غنہ ہوں باطن میں خدا ہوں

ایسے لوگوں کا معرزش بھی ہے لیکن آپ کا جوہر بھی تو بینا ہے کہ عاکم بھی ہوں مخلوق بھی
ہوں۔ جس جس گیا ہوں، یہ میرے فاشن بھی عقلہ نامہ سرور یاد بھی اور باقی جو بھی عقل و
بھی، کل مشرق بھی اور عاقبت رنجور بھی، قاضی شرع بھی، دار بھی منصور بھی، خدایا، اصل
بھی، بحر میں باطن و در دل رنجور بھی، یزید شریعت کا عہد و رئیس بھی اور دیر و رہنما میں جو
سنا تجھ بہت خاندان صوفیہ و قوی بھی اور شکل موزن میں آواز نوا بھی، دولت کا چور بھی،
ذوق کا عقلہ بھی، اند بھی سکھہ جو، ملا بھی، چار بھی، مخلوق بھی، غرض

تھا معنی لہو فلسفہ جس پہ ہویدا
اہل شاہ دارق کہ میں دن و نول کیا ہوں

(۱۱)

اہل شاہ دارق کی ہندی شاعری اور اسلوب

حضرت بدر الدین حاکم اہل شاہ دارق صاحب وارثی کے ہندی حکام خاص طور پر
"اہل شاہ دارق" کے ذہن کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت
اہل شاہ دارق کی ہندی شاعری اور شاعری (زبان اور عاب) کا مطالعہ بھی کچھ کم نہ تھا، چنانچہ تو
ہندی شاعری اور شاعری کے اہم نکات کو بھی انہوں نے ہندی شاعری میں اسے کا سبب طریقہ
سے روش کیا ہے اور اس آسانی سے اس کا بیان کیا ہے کہ ایک ہندی شاعر یا شاعر کا سبب طریقہ
اس طرح سے جانتا کر سکتا ہے، جس حضرت اہل شاہ دارق کے ہندی حکام میں اسلوب شاعرانہ
ایسے اہم نکات کو پیش کر رہا ہوں۔ خلا

(۱) جوگ

حضرت بدر الدین اہل شاہ دارق مولوی صوفی اور فقیروں کے رسم و رواج کو تسلیم
کرتے ہوئے فکر آتے ہیں۔ حضرت اہل شاہ دارق کا جوگ، ادب کا جوگ سے الگ سمجھا ہے
بلکہ وہ اپنے فنی اور صوفی پر خود کو سپرد کر کے خدا کے تعالیٰ کے رو بہ ہونا ممکن سمجھتے ہیں اور اس
بنیاد پر ان کے لیے جوگ ہی ایک آہن اور محجہ رست معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے
اس روئے میں فرمایا ہے۔

اہل شاہ دارق میں پران ہے اور پران کا ایک ہے،

جو پھر ہے اس ہے۔ کہ جو جوگی ہے جو۔

اہل شاہ دارق جوگ کہے نام طبع کی آہ

پر ہم دھیان کا جوگ ہے جو کہے دھرم کی آہ

(۲) بھوگ

دراہم تک حضرت اہل شاہ دارق کے نزدیک "بھوگ" ہے، حضرت اہل شاہ دارق
شہر دارق نے نام، اہل شاہ دارق کے لاکھ اطہان و سکون کی طرف اپنی خاص نظریں

سے دیکھتا ہے اور اپنے اقوال موافق جیسے وہ بول کے ذریعہ ظاہر کیا ہے اور کیا ہے کہ وہ غلط اور
درجہ پاس کیا ہے۔ وقت اور زمانے کی رفتار سے سب کسی پر فتح و غلبہ نہ آجاسیگا اس لیے لوگت
شاہ صاحب دارانی انسان کو آگاہ کرتے ہیں کہ تمہاری زندگی اچھی یا بد چلاؤ خواہشات حاصل
کرنے میں کامیاب نہ ہوگی بلکہ جوگ کی تمنا اور خواہش آخری منزل مقصود تک نہیں لے جا
سکتی اور خود بھی کہا ہے۔

سوئے مادی دین کی بھول بھینے اب بھیت
لوگت چنی کل کی چٹے کی خیرا کھیت

(۲) لوہ

موتی نامہ حضرت چہر الدین اوگت شاہ دارانی نے لوہ اور جوگ دونوں کو ایک
دوسرے سے جڑا کر تسلیم کیا ہے۔ حضرت لوگت شاہ دارانی کا لوہ اور جوگ لغت سے لگ
ہے اس سے لکر تکلف اور معیتوں کا آغاز ہوتا ہے۔ لوگت لوہ اور جوگ، اطمینان اور مادی
کو لگت لگاتا ہے اگر ایک جہلی کی ٹول ہے تو دوسرا مٹلی کی مادی اور سر لگتا۔ اور ایک کڑی اور
تھکنا بھیت اور دوسرا مٹلی سر مٹا اور لوہ کی خوشی۔

جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

جوگی جوگ ہو کرے جوین مانگے مل جائے
اوگت دنیا چاہے کہ من میں لوہ نہ آئے

(۳) جوگ

حضرت لوگت شاہ دارانی نے وقت کی قدر و قیمت کو اچھی طرح سمجھا ہے، آئے
والے سے خواہشات لوہ و داکر نہ میں کامیاب ہیں۔ اس کا صحیح استعمال مستحق کو حاصل کرنے
میں مدد دیتی ہو سکتی ہے مگر یہ سب کچھ جوگ پر انحصار کرتا ہے۔ اس لیے مسلسل جدوجہد اور
کو مشق کی ضرورت ہے، حضرت اوگت شاہ دارانی کا یقین بھی ہے کہ کتبہ کی محنت ہمارے من کا
گھومت نکلا دیتے ہیں، جوگ کو حاصل کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ وہ اس دوسرے میں فرماتے ہیں۔

لوگت ہوئی " سہ ہارے وہی لگوٹ
چوہہ تری رات اور دوسرے من کی بھوت
جویم کرے ملک ہے اپنا رانی جاگ
تو اس کو چوہہ نہیں تم کو چاہئے بھاگ

(۵) ترنگن

اندرونی قلب کی صفائی کی بنیاد پر حضرت کوہنت شاہ دارانی گرو اور ہم دونوں آ
یکساں تسلیم کرتے ہیں گرو دیکھتا ہے ہم ہے اور ہم دیکھتا ہے گرو دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں
ہیں۔ منت کبیر الگ الگ شہد راج (غیر سرئی حسن) پر لگا ہیں۔ موتی نامہ کوہنت شاہ دارانی لکھتے
ہیں کہ ایک قدم آگے نظر آتے ہیں، باپ، جوگ، آپ، نیز خود سے انسان، رنگ و بھون
والی سے گئی ایک قدم آگے نظر آتے ہیں، ہم کی سرکاری سے لگا ہجر میں دکھوں (نہ انجوں) سے نجات
حاصل نہیں کر سکتے۔ گرو، گرو، ہم کی سرکاری سے لگا ہجر میں دکھوں (نہ انجوں) سے نجات
حاصل کر سکتا ہے اور پاک ہو سکتا ہے، حضرت کوہنت شاہ دارانی کا کہنا ہے۔

جاپ جوگ تب نیز خود سے رنگ ہوا کوئے
لوگت گرو دیا کریں تو پٹی میں رنگن ہوئے

جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں کہ حضرت چہر الدین اوگت شاہ دارانی کا کلام خواہ
فرہیں ہوں یا نفیس و ہندی دوسرے ان سب میں قوی یک جہتی national integration
درس موجود ہے، اور ان میں پریم لگ کی اہم سے اہم اور ہر ایک سے ہر ایک قانون کا ذکر ملتا
ہے۔ خاص طور پر اپنے ہندی و ہوں کی جدولت و مقام حاصل کر سکے ہیں۔ ہندی اس میں
کبیر داس، ملک گرو جانی، درخیم خانہ نعل، اور رمد کھانا وغیرہ نے حاصل کیا ہے اور اس وجہ
سے حضرت کوہنت شاہ دارانی ان شعراء کرام کی صف میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

(۱۲)

ہندی و ہوں کا دیگر شعراء مقتدین سے موازنہ

اب میں حضرت کوہنت شاہ دارانی کے ہندی و ہوں کا موازنہ کیا۔ اس وقت میں
جانی اور نیم خانہ نعل اور رمد کھانا کے ادوں سے کہتا ہوں، مجھے انہوں سے یہاں پریم
دارگہ کی باتیں ملتی ہیں اور انہوں نے قوی یک جہتی کا سبق بھی دیا ہے۔ اوگت شاہ صاحب کے
دن ہندی و ہوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ لگتا ہے کہ ہندی و ہوں کا مطالعہ کرنے کے بعد
دوسرے کے فن میں ان ہندی شعراء کرام سے کچھ کم نہیں بلکہ کسی کسی معاملے میں ان
شعراء کرام سے آگے بھی دیکھتے ہیں اور انہوں نے بھی ہندی شعر و گروہ کی طرح قوی

کیر داس کا بیٹا لڑکوں تک پہنچا ہے اور پریم بزرگ کی راکم باتوں سے آگاہ کیا ہے۔

ست کر کے صدقہ کروں دل اپنا کا ساچہ
کل پریم ہم سوئی لڑی پڑا منہ کم میرا پاچہ

امامت شاہد ارثی

ہاتھ نہ آتا چٹائی امامت سدا کیر
صدقہ اپنے گھر کے جس نے کیا فقیر

کیر داس

گرہ گزند تو ایک ہیں دو بدعا ہوں آکر
آیا میں بیوتا مرے تو پاوے کرہ

امامت شاہد ارثی

گرہ گزند کو ایک بچارہ دو بدعا کہ نکال
گرہ کو امامت ورنہ جانو گرہ ہیں دین دیال

کیر داس

اکھ مہرے مجھنی سرا من میں نہیں دیر
کے کیر کیوں لے جب لگئی دوئی سویر

امامت شاہد ارثی

آسن بارہ دو بدعا چھاؤ اپنی سدا میرا
لمبے کے کیا کرت میں پریم امامت کہیں نہ چلا

کیر داس

سمیت سنت چکے جات ہے وسعت سو جیس کل
کیر پالے پریم کے ہمراہی میری تو ہے رسل

امامت شاہد ارثی

امامت پریم سے ایسا دل نہ ہوتا ہے ہر
نہایت سے نہ ہے نہایت دل نہ ہوتا ہے ہر

حضرت امامت شاہد ارثی

ملک محمد جانسی

محمد بقی پریم کے حق ہی ملے دوتے
دھن بری اور دھن جی جہر آئے مٹی سے

امامت شاہد ارثی

دھنیا رہے پریم کا بھتیجی نہیں غیر پہننے
ہوئے بھی سکھ پاس نہ آئے مٹی کی دھن کھانے

رحیم خان خاناں

کھنکھن سرگت رام کی بھوساگر کی جڑ
دھنیا بھکت لودھ کر ہور نہ کچھ لپاڑ

امامت شاہد ارثی

اکھ سندور پاپ کا پوچھا ہوا چھٹی متدھار
امامت گرد کا دھین رہے کریں گے جڑا پار

رحیم خان خاناں

دھنیا مارگ پریم کویتا لہے خنیا جاو
جو اکھنیا تو پھر کیوں مٹی دھرنے کو پاو

امامت شاہد ارثی

امامت رہو پریم کے بھتیجی جب تک گفت میں بران
پوچھا کر کرشن کی اور جتنا میں ایشان

دس کھانا

تیرا حق باقی ہوں گوری موتی ان
پریم دی کی جی کھنکھن بھنے میں دس کھانا

امامت شاہد ارثی

کھنکھن دھرم ہے جی جی کھانا ہے جی
پریم اکھن امامت کرے دھرم دھرم بھکت

دس کھانا

جو حق نہ جانتے کچھ نہیں جانتے جانتے
میری پریم ہے جی جی جانتے نہ جانتے کچھ نہیں

اوگھٹ شاہ دارنی

دیکھتے پڑتے سادہ جرمی سنت سادہ ملک
پہلے کا بھٹکتی ایک نہ پلا اوگھٹ چار لنگہ

ای طرح یہ دیکھا جاتا ہے کہ حضرت بدر الدین اوگھٹ شاہ دارنی نے اپنے دونوں
میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ کسی نہ کسی عنوان سے ان ہندی شعراء کے رد ہوں میں بھی
روح و ہیں۔ مندرجہ بالا دونوں کے موازنہ سے اس بات کی پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے کہ
حضرت اوگھٹ شاہ دارنی نے بھی ان مسائل پر اپنا قلم اٹھایا ہے جن پر کبیر داس، خلک عمر جاسی،
رحیم خان ناگلا اور دس کہانیں جیسے مشہور ہندی شعراء نے اپنے دونوں میں اپنا انداز اور زور قلم
دکھایا ہے غرض حضرت بدر الدین اوگھٹ شاہ دارنی نے شہسری کی بر صنف میں طبع آزمائی کی
ہے۔ مگر ان کے کام کا زیادہ تر حصہ غزلیات پر مبنی ہے۔ ایسے ان کے ہندی دور سے جن کی غزلوں
سے کم امید نہیں کئے۔ پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوگھٹ شاہ صاحب دارنی نے غزلیات کی
مہارت کو آگے بڑھایا ہے۔ ہر جگہ انکی بلی کو شش رہی ہے کہ تغزل اور شہسریت ہاتھ سے نہ
جھلنے پائے۔ ان کے دونوں دیوان "فیضانِ دارنی" اور "وارث گمن پرکاش" میں جتنی غزلیں ہیں
ان میں اشعار کی اوسط تعداد سترہ ہے، کچھ ازمین میں پانچ پانچ غزلیں ہیں ان کی غزلوں میں ان کی
تعدد گوئی کا بھی اثر مہرہ ہے۔ مگر ان غزلوں کے منتخب اشعار میں جو اس اور چند بات اور اظہار
اخیالات حاصل ہیں وہ اپنی طبع و شان رکھتے ہیں اوگھٹ شاہ صاحب دارنی اپنے انھیں شعری
کلام میں کہ روشنی میں اردو کا دوسری صنف کے شعرائے کرام میں ایک نمایاں مقام پر نظر
آتے ہیں اور وہ اپنے ہندی کلام خاص طور پر ہندی رد ہوں کی بدولت ہندی ادب کے شعراء
کے درمیان ایک ممتاز مقام پر نظر آتے ہیں۔

لہذا شعر و ادب اور ساتھ ہی ہندی ادب میں حضرت اوگھٹ شاہ صاحب دارنی کے
میں قیمت و شان کے رد ہوں میں تھوڑے حسین کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں گے۔

آمین تم آمین

۱۵۶

(۱۳)

محاکمہ

گدگدہ اولیٰب میں چل کر اسی حقیقی ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ تصوف و طریقت
سلسلہ عالیہ وادیہ میں کادور الکلام شعراء کی ایک طویل فہرست آئین ادب اردو پر لکھنؤ کی
موجودہ چمک رہی ہے۔ ان لائل ذکر خیر ہیں یا شعور کو دارنی ہشتم غزلوں و ہر کاہہ وہ صافی = ۵
خاص فیضانِ سخن نصیب ہوا ہے، وہ ولید بیان کی لہجہ سلامت و فصاحت اور چستی و روانی اور
غیر جتنی سخن کے ساتھ ساتھ سبیل منہج کی بے مثال فراوانی ہے۔ بے نظیر شد و دوتی ہوں یا
بدیم شاہ دارنی یا حسن دارنی جس شاعر کا کلام آپ ملاحظہ فرمائیں سبیل مستطیع کی یہ صفت سب
کی ادیاگر نظر آئے گی۔ حلق

بنا پر وہ ہزار چھیلے ہم
اک انسان وہ ہیں اک انسان ہم

یہ نظیر شاہ دارنی

دل میں ہر اہم نکلا گیا
شب فم کی لہجہ صحر وہ گئی

یہ شاہ دارنی

آئی نسیم کوئے محمد علی اللہ میہ دستم
کچھ نہ گئی ہوئے محمد علی اللہ علیہ وسلم

۱۵۷



(۱۴)

کتابیات

الف۔ فہرست کتب

- ۱۔ اردو کی ابتدائی نشوونما مولوی عبدالحق ۱۹۸۲ء تہل پر تنگ پریس دہلی میں صوفیاء گروم کاکام۔
- ۲۔ ہندوپاک کے اولیاء شوکت علی فیضی ۱۹۵۳ء دین و اشاعت کینی جامع مسجد دہلی
- ۳۔ پنجاب میں اردو پروفیسر محمود شیرانی ۱۹۵۳ء انور پریس اردو اکادمی لاہور
- ۴۔ ہمارے اردو شاعری پروفیسر معین الدین وردہلی ۱۹۵۳ء مطبع نو لکھنؤ
- ۵۔ تذکرۃ الکرام ذر سید شاہ محمد کبیر ابو العزیز داتا پوری ۱۹۵۳ء مطبع نو لکھنؤ
- ۶۔ ادیان و وطن تقیم سید شاہ شعیب پھلوری ۱۹۵۳ء آرزو پریس جنرلی بانٹ پٹنہ
- ۷۔ حیات و وارث مرزا ابراہیم بیگ شیداوارٹی ۱۹۵۳ء جہلی پریس قریہ روڈ کراچی
- ۸۔ مشکوٰۃ حقانیہ فضل حسین دارٹی اٹادی ۱۹۳۶ء انصافی پریس رمنڈ روڈ پٹنہ
- ۹۔ انیسویں صدی سید اختر حسین، پارلیمنٹ لاء ۱۹۸۰ء برج پریس ڈھال ٹولہ ممبئی کے ایک سونی
- ۱۰۔ حق الیقین نالاب شاہ دارٹی رام پوری دلی پر تنگ پریس۔
- ۱۱۔ یمن الیقین محمد قاضی شاہ دارٹی ۱۸۹۳ء مطبع یمنی الہ آباد۔
- ۱۲۔ گلزار وارث بابا حسن رضا شاہ دارٹی کلکتہ
- ۱۳۔ انتخاب اردو مرتبہ عطاء الرحمن عطا کاکوی ۱۹۷۱ء بہار ٹیکسٹ بک کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ
- ۱۴۔ گنجائے ادب محمد علی خان اردو تہ بان اسمر ۱۹۷۹ء بہار ٹیکسٹ بک کارپوریشن لمیٹڈ پٹنہ
- ۱۵۔ مصحف بیہتم مولانا بیہتم شاہ دارٹی ۱۹۳۵ء خورشید بک ڈپو کلکتہ
- ۱۶۔ حدیث معرفت عزیز دارٹی پھراپوٹی ۱۹۶۷ء کتبہ ندوۃ التوحید، امال کنواں، دہلی

قطعات تاریخ، مطابق تقویم شمسی و تقویم قمری
بموقعہ رونمایی، طبع اول، مقالہ تحقیقی

زیر عنوان

”حضرت بدرالدین اوگھٹ شاہ وارثی، حیات اور کارنامے“

از نتیجہ ہائے فکر گہر بار، شاعر نازک خیال و یگانہ روزگار

جناب راغب مراد آبادی

نام نامی تھا ان کا بدر الدین
حق بیاں وارثی تھے اوگھٹ شاہ
ان سے منسوب کیوں نہ ہو یہ کتاب
”سایہ ہاں وارثی تھے اوگھٹ شاہ“

۱۹۹۹ء

مقصد زیت تھا رضائے الہ
فیض وارث سے تھے وہ حق آگاہ
سرخرو ہونگے پیش دار محشر
کہیے ”عالی صفات اوگھٹ شاہ“

۱۴۲۰ھ

☆☆☆